﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد20 — جمعۃالمبارک 04/اکتوبر 2013ء — 28/ذوالقعدہ 1434 ہجری قمری ✿ 04/اخاء 1392 ہجری شمسی — شمارہ40

کسی کی تحقیر نہ کرو

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ بھائی دوسرے پر نہ ظلم کرتا ہے نہ اسے رُسوا کرتا ہے۔ اور اسے حقیر نہیں جانتا۔ کسی انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کی تحقیر کرے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة باب تحریم ظلم المسلم حدیث نمبر 4650)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 47ویں جلسہ سالانہ کا (30/اگست تا یکم ستمبر 2013ء) حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں نہایت کامیاب وبابرکت انعقاد

مکرم محمد کریم الدین صاحب شاہد، مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کی بالترتیب 'واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا'، 'صحابہ کرام کا عشق رسولؐ'، 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبہ خدمت اسلام' پر اردو زبان میں اور مکرم رفیق احمد حیات صاحب کی 'جماعت احمدیہ برطانیہ کے سو سال' کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقاریر

عالمی بیعت کی نہایت ہی مبارک تقریب اور سجدۂ شکر۔ اس سال 5 لاکھ 40 ہزار 782/افراد بیعت کرکے سلسلۂ احمدیہ میں شامل ہوئے۔

مختلف ممالک سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں کے ایڈریسز۔ جماعت احمدیہ کی امن پسندی، خدمت بنی نوع انسان اور حقیقی اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کرنے پر خراج تحسین۔

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ مبلغ سلسلہ لندن)

مورخہ یکم ستمبر 2013ء بروز اتوار

اجلاس چہارم

جلسہ سالانہ UK کے چوتھے اجلاس کی کارروائی ٹھیک 10 بجے صبح شروع ہوئی۔ مکرم حافظ مشہود احمد صاحب نے سورۃ آل عمران کی آیات 103 تا 105 کی تلاوت کی اور ان آیات کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم رانا محمود الحسن صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند اشعار پیش کیے:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

✿......اس اجلاس کی پہلی تقریر **مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب، ناظم ارشاد وقفِ جدید قادیان،** نے **'وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا' کے عنوان پر کی۔**

مکرم محمد کریم الدین شاہد صاحب نے سورۃ آل عمران کی آیت 104 کی تلاوت کی اور ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد بتایا کہ مفسّرین نے حبل اللہ سے مراد قرآن مجید، اسلام، اطاعتِ رسولؐ اور جماعت مومنین سے موافقت اختیار کرنا مراد لیا ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے ساتھ در اصل حبل اللہ نبوّت اور خلافت ہی کا وجود ہے کیونکہ بغیر نبوّت کے کلامِ الٰہی اور اس کی اتباع ممکن نہیں اور نہ ہی جماعت مومنین سے موافقت اختیار کی جاسکتی ہے۔

آپ نے سامعین کو بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرو کیونکہ وہ دونوں خدا کی وہ لمبی رسّی ہیں کہ جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا، اس نے نہ ٹوٹنے والے کڑے کو پکڑ لیا۔ پس آسمان سے اترنے والی یہ حبل اللہ پہلے نبوّت اور پھر خلافت ہی ہے۔ چنانچہ 610ء میں جب اللہ تعالیٰ نے مکّہ مکرمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام کی تخم ریزی ایک ضلالت، ظلم اور کفر سے پر زمانہ میں کی تو اس وحشی صفت قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مُزکّی اور مقدّس رسول کا دامن تھاما، آپؐ کی غلامی اختیار کی اور حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا تو ان کی کایا پلٹ گئی۔ وہ وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے خدا نما انسان بن گئے۔

پھر مکرم کریم الدین شاہد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان پڑھ کر سنایا کہ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔

آپؑ اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو گوبر کی طرح ذلیل حالت میں پایا تھا۔ لیکن اپنی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ انہیں آپؐ نے سونے کی ڈلیوں کی مانند بنا دیا۔

مقرر موصوف نے بتایا کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ جوں جوں مسلمان اپنی اعلیٰ خصوصیات کو ترک کرتے گئے اور حبل اللہ سے اپنا دامن چھڑا لیا، ان میں اندرونی اور بیرونی زوال شروع ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امّتِ محمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کے دو اَدوار کی بشارت فرمائی ہے جن کے درمیانی زمانہ میں دنیوی بادشاہت ہوگی۔ ہمارا یقین ہے کہ اُمّتِ محمدیہ میں یہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا یہ دوسرا دَور دائمی ہے جس کے دائمی ہونے کی بشارت حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی اپنی تصنیف 'الوصیّت' میں دی ہے۔ قرآنِ مجید کی سورۃ نور کی آیتِ استخلاف کے وعدۂ الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں یہ بات صاف طور پر ظاہر ہوئی ہے کہ یہی وہ حبل اللہ اور عظیم نعمت الٰہی ہے جس سے آج کے دور میں اُمّتِ مسلمہ کی وحدت اور شیرازہ بندی وابستہ ہے۔

مکرم محمد کریم الدین شاہد صاحب نے چند مفکّرینِ اسلام کے بیانات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان لوگوں کے تجربوں نے انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ نظام خلافت کے قیام اور استحکام کے علاوہ کوئی اور دنیاوی تحریک وتدبیر مسلمانوں کی موجودہ پستی اور زبوں حالی اور افتراق و تشتّت کو دور کرنے اور اسلام کی عظمت وغلبہ کو ثابت کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ان علماء اور دانشوروں نے صرف خلافت کی تمنّا پر ہی اکتفاء نہیں کی بلکہ اس کے لئے کوششیں بھی بے شمار کیں کہ کسی طرح امّتِ مسلمہ میں اتحاد پیدا ہو جائے لیکن ناکامی اور نامرادی ہی ان کا مقدر بن گئی۔

آپ نے بتایا کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء ہی اس زمانہ میں وہ حبل اللہ ہیں جس سے آنکھیں مُوند کر مسلمان مفکّرین حسرت سے آہیں بھر رہے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ آج تبلیغ واشاعتِ اسلام کا کام عالمگیر طور پر کسی جماعت کو کرنے کی توفیق مل رہی ہے تو وہ اسی حبل اللہ کے سہارے سے ہے۔

✿......اس کے بعد **مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب آف ریسرچ سیل ربوہ نے "صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ" کے عنوان پر تقریر کی۔**

سورۃ التوبہ کی آیت 100 تلاوت کرکے مبشر ایاز صاحب نے کہا کہ جب سے کائنات وجود میں آئی عشق و وفا کے بے شمار قصے پیش آتے رہے۔ لیکن وہ قصے فنا ہونے والے تھے۔

عشق و وفا کی ایک داستان مکہ اور مدینہ میں پیش آئی جس کی خوشبو میں آج پندرہ سو سال بعد بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ اور آج بھی ہم اس جلسہ میں اس داستان کو سننے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

یا صدقِ محمدؐ عربی ہے یا احمدؑ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

جب کوئی محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق کا جام پی لیتا تو کوئی دکھ اور تکلیف اس محبت کا نشہ اتارنے میں کامیاب نہ ہوسکتی۔ اسی وجہ سے صحابہ مکہ کی تیرہ سالہ تکالیف اور ظلم وستم میں چلتے رہے اور اپنی جانوں کو قربان کر دیا، مگر اپنے محبوب کے عشق میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ یہاں تک کہ مکہ کے ظالم ظلم وستم سے تھک کر غصہ میں کہتے کہ تم تو محمدؐ کے عاشق ہو گئے ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ صحابہ کرام کے اس عشق کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ وفاداری کا تعلق محض قوت ایمانی

کے جوش سے تھا جس کی مستی سے وہ اپنی جانیں دینے کے لئے ایسے کھڑے ہوگئے جیسے سخت درجہ کا پیاسا چشمہ شیریں پر بے اختیار کھڑا ہوجاتا ہے۔

پھر مکرم مبشر ایاز صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہوا تو حضرت ابوبکرؓ کو اپنی جوان بیٹیوں اور بیٹوں ، اپنی پیاری بیوی اور اپنے نابینا بوڑھے باپ کا بھی خیال نہ رہا اور بے اختیار پکار اٹھے 'یا رسول اللہ! صحبۃ' مجھے اپنے ساتھ ضرور رکھئے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں داخل ہونے لگے تو مدینہ کی عورتیں اور مرد ، بچّے اور بوڑھے سب دیوانہ وار شہر سے باہر آئے اور خوشی سے گیت گاتے ہوئے آپؐ کا استقبال کیا کہ گویا دنیا جہان کی نعمتیں ان کو مل گئی ہوں۔ آپؐ سے والہانہ محبت کے نتیجہ میں اطاعت و فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ ایک بار مسجد میں خطاب فرماتے ہوئے آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ! تو ایک صحابی جو گلی میں سے گزر رہے تھے وہ وہیں بیٹھ گئے۔ کہ میرے کانوں میں آپ کی آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ تو کیسے ممکن ہے کہ میں اس پر عمل نہ کروں۔

مقرر موصوف نے بتایا کہ عشق و محبت کا ایک اہم تقاضا ادب و احترام بھی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں صحابہؓ بیٹھتے تو ایسے کہ نظریں نیچی کئے ہوئے خاموش کہ جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔

یہ صحابہؓ آپؐ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بھی بے تاب رہتے۔ اگر کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے آپؐ کبھی مسجد میں تشریف نہ لا سکتے تو بے قرار ہو جاتے اور رونے لگ جاتے۔

ابومحذورؓ نام کے ایک نوجوان لڑکے تھے۔ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تو ساری عمر پیشانی کے ان بالوں کو نہیں کٹوایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں نے ایک بار چھُوا تھا۔

صحابہ کرام نے اپنے مال کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قربان کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا سارا اثاثہ اور دولت لے کر حاضر ہو گئے تو حضرت عمرؓ سارے مال و متاع کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور نصف حصّہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ کچھ ایسے غریب صحابہ بھی تھے جن کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تو وہ مزدوری کرنے نکل کھڑے ہوتے۔ کسی یہودی کے کنوئیں سے پانی نکال نکال کر اُس کے کھیت کو سیراب کرتے اور اجرت میں جو کھجوریں ملتیں وہ حضور کی خدمت میں نذر کے طور پر پیش کرتے۔

غزوۂ اُحد میں جب ایک وقت آیا کہ کفار کے پرزور حملوں سے صحابہ سیلاب کے تنکوں کی طرح بہنے لگے تو ایسے وقت میں حضورؐ نے مسلمانوں کو آواز دے کر فرمایا کہ اس وقت کون ہے جو مجھ پر اپنی جان نچھاور کرے۔ اس آواز نے عاشقوں کو دیوانہ بنا دیا۔ ایک انصاری صحابی زیاد بن سکن اپنے چند ساتھیوں کو لے کر آپؐ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ایسی بے جگری سے لڑے کہ دشمن کی یلغار کو پسپا کر دیا اور خود بھی سب کے سب شہید ہو گئے۔

مقرر نے حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے بتایا کہ آپؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں میدانِ جنگ کی طرف حالات معلوم کرنے جارہی تھی کہ راستے میں مجھے عبداللہ بن عمرو کی بہن ہند ایک اونٹ کی مہار پکڑے مدینہ کی طرف جاتے ہوئے ملی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میدان جنگ کی کیا خبر ہے؟ اس نے جواب دیا الحمد للہ، سب خیریت ہے۔ حضرت محمدؐ بالکل خیریت سے ہیں۔ اتنے میں میری نظر اونٹ پر پڑی جس پر کچھ لدا ہوا تھا۔ مَیں نے پوچھا یہ اونٹ پر کیا ہے؟ کہنے لگی کہ یہ میرے خاوند عمرو بن جموح کی لاش ہے، میرے بھائی عبداللہ بن عمرو کی لاش ہے اور میرے بیٹے خلّاد کی لاش ہے۔ اور یہ کہہ کر الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہوئے مدینہ کی طرف چل دی۔

صحابہ کے عشق و محبت کا یہ انتہائی بڑھا ہوا جذبہ ہی تھا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ ماننے کو ہی تیار نہ تھے کہ آپؐ فوت ہو جائیں گے اور ہم آپ کے بغیر زندہ رہ سکیں گے۔ غم کے مارے صحابہ حضرت حسانؓ کا یہ شعر گلیوں میں پڑھتے ہوئے روتے رہتے:

كُنتَ السَّوادَ لِنَاظِرِی فَعَمِی عَلَیکَ النَّاظِر
مَن شَاءَ بَعدَکَ فَلیمُت فَعَلَیکَ کُنْتُ اُحَاذِر

مقرر نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ بیان سامعین کے سامنے پڑھ کر سنایا کہ آپؑ فرماتے ہیں: صحابہ کرامؓ کی نظیر دیکھ لو۔ دراصل صحابہ کرام کے نمونے ایسے ہیں کہ کل انبیاء کی نظیر ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا گروہ قابلِ قدر اور قابلِ پیروی گروہ تھا۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ انہیں کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے۔ اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔

اس تقریر کے بعد محترم کلیم احمد بھٹی صاحب آف امریکہ نے اردو زبان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک نظم پیش کی۔

❁......جس کے بعد محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ خدمتِ اسلام' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

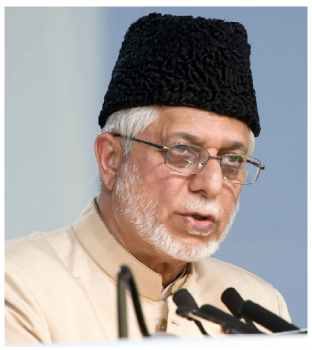

محترم امام صاحب نے اپنی تقریر کی ابتدا سورۃ الانعام کی آیت 163 کی تلاوت سے کی اور اس آیت کا ترجمہ پیش کیا۔ اور بتایا کہ اس آیتِ کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند ترین مقام بیان فرمایا گیا ہے جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔

امام صاحب نے بتایا کہ اس دورِ آخرین میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو توفیق عطا فرمائی کہ آپؑ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں کُلّی طور پر رنگین ہو گئے۔ چنانچہ یہ آیت تجدیدِ دین کے رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ پر بھی الہاماً نازل ہوئی اور آپؑ کی زندگی اس آیت کی ایک جیتی جاگتی تصویر بن گئی۔

پھر امام صاحب نے انیسویں صدی میں ہندوستان کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس دور میں عیسائیت کا بڑا زور تھا اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اسلام کو چھوڑ رہے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے شعر میں اس کا ذکر یوں فرمایا:

میرے آنسو اس غم دلسوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار

محترم امام صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی چند تحریرات پڑھ کر سنائیں جن سے آپؑ کا اسلام کے لئے غیر معمولی جوش اور جذبہ واضح ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق و صدق تمام تر انجام دوں۔ اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے میں رُک نہیں سکتا۔''

نیز آپؑ فرماتے ہیں: ''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچّے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔''

محترم امام صاحب نے حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کی ایک روایت پیش کی جس سے خوب ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ ہر وقت خدمتِ اسلام کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ ''اکثر سوتے کم تھے اور بہت کم لیٹتے تھے اور رات اور دن کا زیادہ حصّہ مخالفوں کے ردّ اور اسلام کی خوبیاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت رسالت و نبوّت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل اور توحید باری تعالیٰ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں لکھنے میں گزرتا تھا۔''

پھر مکرم امام صاحب نے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی روایت بیان کی کہ انہوں نے بتایا کہ حضورؑ نے ایک دفعہ فرمایا: ''میری جائداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔''

محترم امام صاحب نے سامعین کو بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ بیماری کی حالت میں بھی خدمتِ دین کا کام نہ چھوڑتے اور اپنی تصنیفات کے بعض حصّے سخت بیماری کی حالت میں آپ نے لکھے۔ چنانچہ امام صاحب نے بتایا کہ حضورؑ نے اپنی آخری تصنیف 'پیغامِ صلح' کا مضمون وفات سے صرف ایک روز قبل 25 مئی 1908ء کی شام کو مکمل کیا جبکہ آپ کو اسہال کی شکایت تھی اور طبیعت بہت نڈھال تھی۔

مکرم امام صاحب نے حضرت عبدالکریم صاحبؓ کی ایک روایت پیش کی جس سے پتہ لگتا ہے کہ حضورؑ خدمتِ دین کے لئے ہر قسم کے دکھ کے اٹھانے کے لئے تیار ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر پولیس کا ایک افسر اچانک مسیح پاک علیہ السلام کے گھر کی تلاشی کے لئے آ گیا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں بھاگتے ہوئے آئے اور مسیح پاک علیہ السلام کو بتایا کہ پولیس افسر وارنٹ گرفتاری اور ہتھکڑیوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ حضرت صاحب اس وقت کتاب نور القرآن تصنیف فرما رہے تھے۔ آپ نے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے نہایت اطمینان سے فرمایا: ''میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے''۔

امام صاحب نے حاضرین کو یہ بھی بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدمتِ دین کی خاطر اپنی ساری جائداد کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے تھے۔ اپنی تقریر کو محترم امام صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس سے ختم کیا جس میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ جماعت کے ہر فرد کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو اس بلند مقام پر پہنچائے کہ وہ یہ کہہ سکے کہ میری زندگی ، میری موت ، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے۔ اَسلَمْتُ لِرَبِّ العَالَمِینَ۔

❁......بعد ازاں محترم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت احمدیہ UK نے انگریزی زبان میں تقریر فرمائی جس کا موضوع تھا 'جماعت احمدیہ برطانیہ کے سو سال'۔

محترم امیر صاحب یوکے نے اپنی تقریر کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ کے اس خواب سے فرمایا جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو لندن میں اسلام کی صداقت کے بارہ تقریر کرتے ہوئے دیکھا۔ اور تقریر کے بعد آپؑ نے کئی سفید پرندوں کو پکڑا جو درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے اس خواب کی خود تعبیر یہ فرمائی کہ جب میری تصانیف پھیلیں گی تو بہت انگریز لوگ میرے پیغام کو قبول کریں گے۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ یوکے کے سو سال پورا ہونے کے حوالہ سے برطانیہ میں گزشتہ سو سال میں جماعت کی ترقّیات کا ذکر کیا۔

آپ نے بتایا کہ حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ پہلے مبلّغ کے طور پر برطانیہ بھجوائے گئے۔ وہ 25 جولائی 1913ء کو یہاں پہنچے اور برطانیہ میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ امیر صاحب نے جماعت احمدیہ یوکے کا ایک یہ بھی اعزاز بیان کیا کہ چار خلفاء جماعت یہاں تشریف لا چکے ہیں۔ پھر مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد و افتتاح کا ذکر کیا اور بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس مسجد کا نام 'مسجد فضل' رکھا۔

جماعت احمدیہ کی مختلف تقریبات میں سے امیر صاحب نے Peace Conference کا ذکر کیا۔ جو کہ ہر سال مسجد بیت الفتوح میں ہوتی ہے۔

بعد ازاں محترم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف جنرل ضیاء الحق کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ضیاء الحق کی کوششوں کے باوجود نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ خلیفۂ وقت کی موجودگی کی برکت سے جماعت احمدیہ ترقّیوں کے سفر طے کرتی چلی جارہی ہے۔

امیر صاحب نے جماعت احمدیہ یوکے کی ترقّیات کے مختلف مراحل کا ذکر کیا کہ کس تیزی کے ساتھ جماعت نے ترقی کی۔ MTA کا ذکر بھی کیا۔ 1989ء میں پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا براہِ راست خطبہ جمعہ ٹیلیفون کے ذریعہ جرمنی اور ماریشس میں سنا گیا۔ اسی طرح Humanity First کا ذکر محترم امیر صاحب نے کیا کہ دنیا بھر میں یہ تحریک مختلف امدادی کام کر رہی ہے۔

امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بابرکت دَور میں جماعتی ترقّیات کا ذکر کیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت کے متعلق کہا کہ کس طرح حضورِ انور مختلف تقاریر اور خطوط کے ذریعہ امن کا پیغام دنیا بھر میں پھیلا رہے ہیں اور دنیا بھر میں 'Man of Peace' کے نام سے معروف ہوئے ہیں۔ امیر صاحب نے اس بابرکت خوش قسمتی کا اظہار کیا کہ خلیفۂ وقت برطانیہ میں ہم میں موجود ہیں اور ہماری ہر قدم میں رہنمائی فرما رہے ہیں۔

عالمی بیعت

اس کے بعد 21 ویں عالمی بیعت کی مبارک تقریب منعقد ہوئی۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے 31 ہزار سے زائد

باقی صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 266

مکرم قاسم حسین قاسم المصری صاحب(4)

گزشتہ تین قسطوں میں ہم نے مکرم قاسم المصری صاحب کی بیعت، تبلیغ، مخالفت اور استجابت دعا کے بعض واقعات کا تذکرہ کیا تھا ذیل میں ان کے اس سفر کی آخری قسط پیش ہے جس میں ان کے دیگر ایمان افروز تجربات کا بیان ہوگا۔

اُمّت کے زخموں کا مرہم

مکرم قاسم حسین المصری صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور کتب پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق ہو گیا تھا۔ میں نے اکثر کتب اپنے موبائل میں ڈاؤن لوڈ کر لی تھیں اور ان کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ یونیورسٹی میں بھی جب دو لیکچرز کے دوران تھوڑا سا وقت ملتا تو میں کسی کونے میں بیٹھ کر اپنے موبائل پر کوئی کتاب کھول لیتا اور اس کا مطالعہ شروع کر دیتا۔ ان کتب کے مطالعہ نے مجھ پر کئی بند دروازے وا کئے نیز میں نے محسوس کیا کہ دلائل کے ساتھ مخالفین کو للکارنے میں حضور علیہ السلام کی شجاعت بے مثل و بے نظیر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس امت کے زخموں کا مرہم ان کتب میں مذکور ہے کیونکہ یہ اس شخص کا کلام ہے جسے خدا نے حکم وعدل بنا کر بھیجا ہے۔

حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تصنیف لطیف کا عربی ترجمہ بعنوان ''حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھا تو اسے بہت عظیم کتاب پایا۔ سیرت کی دیگر کتب کی طرح یہ کئی جلدوں پر مشتمل نہ تھی۔ نہ ہی ہزار صفحات کی کوئی کتاب تھی بلکہ نہایت مختصر لیکن نہایت مؤثر کتاب ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ دل سے نکلنے والی بات دلوں پر اثر کرتی ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ کتاب ایک ایسے دل کے ساتھ لکھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشے سے مخمور تھا، ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے اس کتاب کی تالیف کے وقت آپ کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی گرمی سے پگھل پگھل کر لفظوں میں ڈھل رہا تھا۔ یہ آپ کا سحر انگیز انداز بیان تھا کہ کتاب کے مطالعہ کے دوران میرے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ سے ملاقات کی تمنا جوش مارنے لگی۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ شام کے وقت شروع کیا اور ساری رات مطالعہ بھی جاری رہا نیز اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں آنسو بھی جاری رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

''حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' نے میری زندگی میں ایک عجیب انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ میں اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے بارہ میں سوچتا رہتا اور آپ سے ملنے کے لئے میری روح میں پیاس بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ مارچ 2010ء میں میرے ساتھ ایک عظیم حادثہ پیش آیا جسے میں تاحیات بھولنے سے قاصر رہوں گا۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک گھر کی اوپر والی منزل پہ سویا ہوا ہوں ایسے میں دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ میں اٹھ کر دروازہ کھولتا ہوں تو ایک بوڑھے شخص کو خاکی رنگ کے لباس میں اپنے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔ وہ مجھے کہتا ہے کہ سیڑھیاں اتر کر نیچے جاؤ وہاں پر تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے۔ وہ یہ کہہ کر غائب ہو جاتا ہے اور میں سیڑھیاں اترنے لگتا ہوں۔ اس وقت بے اختیار میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مبعوث ہو گئے ہیں۔ میں سیڑھیاں اتر کر جب نیچے پہنچتا ہوں تو وہاں پر سرخ رنگ کا ایک اَدھ کھلا دروازہ دیکھتا ہوں جس کے پار ایک حسین وجمیل چہرہ نظر آتا ہے۔ مَیں دیکھ کر فورًا سمجھ جاتا ہوں کہ یہ چہرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دروازے تک تشریف لے آتے ہیں اور نہایت محبت وعطوفت سے میرا نام پکارتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنا نام سن کر میرے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار اور قوت قدسی کو اپنے وجود میں سرایت کرتا ہوا محسوس کرتا ہوں، جس کے بعد مجھے یوں لگتا ہے کہ اب میرا وجود اتنا ہلکا پھلکا ہو گیا ہے کہ جیسے اس کا کوئی وزن ہی نہ رہا ہو۔ یہ دیکھ کر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے معانقہ کرنے اور بوسہ دینے کے لئے بڑھتا ہوں۔ اور آپ کے سینے سے جا لگتا ہوں۔ میرا سر آپ کے سینہ مبارک پر ہوتا ہے جب مجھے آپ کی دست بوسی کا خیال آتا ہے۔ پھر سوچتا ہوں کہ میں تو نہایت حقیر انسان ہوں، میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم الشان شخصیت کی دست بوسی کے بھی قابل نہیں ہوں۔ مجھے تو حضورؐ کی قدم بوسی کرنی چاہئے۔ یہ سوچ کر میں جھکتا ہوں تو حضورؐ اپنا دستِ مبارک میرے چہرے کے آگے کر کے روک دیتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپؐ کا دستِ مبارک نور ہی نور تھا، میں نے نہایت بے ساختگی سے اسے چوما تو ایک ایسی لذت محسوس ہوئی جس کے مشابہ دنیا کی شاید کوئی لذت نہ ہوگی۔ رؤیا میں ہی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جنت کی لذات بھی شاید اسی طرح کی ہوں گی۔ مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو اپنے ہاتھوں سے چھوا تھا کہ پیچھے سے میرے والد صاحب آ گئے انہوں نے مجھے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں جاؤ کیمرہ لے کے آؤ تاکہ ہم آپؐ کے ساتھ تصویر بنوائیں۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ میرے والد صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو مبارک کو پکڑ کر کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

اس وقت فجر کی اذان ہو رہی تھی اور میں نے محسوس کیا کہ میرا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ میں نے وضو کیا اور والد صاحب کی امامت میں نمازِ فجر ادا کرنی شروع کی لیکن رؤیا کی تاثیر اس قدر گہری تھی کہ آنسوؤں کی بارش کو روکنا میرے بس میں نہ رہا تھا۔ یہی حالت کئی روز تک جاری رہی۔ میں باوجود سخت حالات کے بھی ایک عجیب خوشی اور خوش بختی کے احساس میں جی رہا تھا، بعض اوقات غصہ دلانے والے مواقع پر بھی مسکراہٹ میرے ہونٹوں سے کھیلتی رہتی تھی۔ شاید میں ایک عجیب روحانی دنیا میں رہنے لگا تھا۔

استجابت دعا کا ایک واقعہ

یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں کسی کام کی تلاش میں تھا۔ اس کے لئے میں نے کئی شہروں کا بھی سفر کیا لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر ایک فیکٹری نے انٹرویو کے لئے بلایا لیکن مجھے پکا یقین تھا کہ مجھے یہ نوکری نہیں مل سکے گی کیونکہ یہ بہت بڑی فیکٹری تھی اور لاکھوں کروڑوں کے کاروبار میں بطور اکاؤنٹنٹ کام کرنے والے شخص کو کئی سالوں کا تجربہ کار ہونا چاہئے تھا۔ جبکہ کسی نوکری کے لئے میرا یہ پہلا انٹرویو تھا۔ میں کسی قدر مایوس اور پریشان ہو رہا تھا کہ اچانک مجھے اپنے والد صاحب کے ساتھ ہونے والا واقعہ یاد آ گیا جب انہیں قید ہو جانے کا خطرہ لاحق تھا اور میں نے رو رو کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر سب حالات بدل دیئے۔ یہ سوچتے ہی میں نے بڑی تضرع کے ساتھ ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا کرنے لگا۔ بڑے الحاح کے ساتھ دعا کرتے کرتے ہی مجھے دلی تسکین نصیب ہوگئی اور یقین ہو گیا کہ اب خدا نے میری دعا سن لی ہے اور مجھے یہ نوکری مل کر ہی رہے گی۔ ایک ہفتے کے بعد مجھے اس فیکٹری سے فون آیا کہ ہم نے آپ کو نوکری دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں یہ سن کر اپنے خدا تعالیٰ کی اس نعمت اور قبولیت دعا کے اس نشان کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کے نتیجے میں ہمیں کیسے کیسے خوش ذائقہ روحانی ثمرات سے نوازا ہے۔

ایمان اور امتحان

کتبِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کا دیگر لٹریچر پڑھنے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مجھے اچھی طرح اس بات کا علم تھا کہ ایمان کے ساتھ امتحان بھی جڑا ہوا ہے اور مومنین پر ابتلاء آتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ کہ جماعتی لٹریچر پڑھنے سے اس بات کا بھی علم تھا کہ ایسے حالات میں صبر اور دعا سے کام لینا چاہئے۔ مجھے بھی کچھ ایسے ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا۔ ہوا یوں کہ جب میں نے احمدیت قبول کی تو خدا کے فضل سے میری شخصیت، اخلاق اور رکھ رکھاؤ میں واضح تبدیلی واقع ہوئی۔ اسے دیکھ کر میری ایک کلاس فیلو لڑکی نے مجھے اس تبدیلی کا سبب پوچھا۔ میں نے واضح طور پر بتا دیا کہ میں خدا کے فضل سے احمدی ہو گیا ہوں اور پھر مَیں نے اسے جماعت کے عقائد کے بارہ میں بھی بتا دیا نیز ایم ٹی اے العربیہ کی فریکوئینسی اور عربی ویب سائٹ کا ایڈریس بھی دے دیا۔ اور پھر کئی ماہ کی تحقیق کے بعد اس نے بیعت کر لی۔

میں نے یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کام شروع کر لیا اور دو سال کے بعد شادی وغیرہ کے اخراجات کے لئے کچھ پیسے جمع کر لئے۔ شادی کے لئے احمدی لڑکی کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو اسی مذکورہ لڑکی کے والدین سے بات چلائی گئی۔ منگنی ہوئی اور شادی کے لئے چھ ماہ کے بعد 6 ستمبر 2012ء کی تاریخ بھی طے ہوگئی۔ لڑکی کا سارا خاندان غیر احمدی تھا۔ شروع میں تو میرا یہ خیال تھا کہ مَیں تبلیغ وغیرہ سے ان کو احمدیت کے قریب کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن شادی کے قریب ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے تمام امور کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اس لڑکی کا ایک بھائی فوج میں تھا جو اردن کے فوجی دستے کے ہمراہ افغانستان گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو لڑکی کے گھر والوں نے ایک دعوت کی جس میں دیگر رشتہ داروں کو بھی بلایا گیا تھا۔ حسب دستور باتوں کا محور دینی امور ہی رہا اور جہاد و قتل مرتد وغیرہ کے مسائل پر بحث ہونے لگی۔ ایسے میں لڑکی کے ایک ماموں نے میرے والد صاحب کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ والد صاحب کی قوت برداشت جب جواب دینے لگی تو انہوں نے اٹھ کر واپس جانے کا فیصلہ کیا، ہم بھی ساتھ ہو لئے۔ لیکن انہوں نے معذرت وغیرہ کر کے بٹھا لیا۔ ہمارے آنے کے بعد اس لڑکی نے فون کر کے بتایا کہ اس کے ماموں نے اس کے والد سے کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور ابھی بھی تمہارے پاس وقت ہے کہ یہ رشتہ توڑ دو۔ چند دنوں کے بعد لڑکی کے بڑے بھائی نے مجھے گھر بلایا اور میرے سامنے اپنی بہن سے پوچھا کہ کیا وہ احمدی ہے؟ اس نے ہاں میں جواب دیا۔ جس کے بعد اس کی بہن اسے دوسرے کمرے میں لے گئی اور اسے تکفیر وغیرہ سے ڈراتی رہی۔ میرے اردگرد سبھی کانا پھوسی میں مشغول تھے جس کی وجہ سے مجھے کسی قدر خوف محسوس ہونے لگا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان سب کو جمع کر کے بات کی جائے چنانچہ سب کو اکٹھا کر کے جب میں نے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سب اس شادی کے خلاف ہیں۔ اور میرے والد صاحب کے احمدی ہونے کی وجہ سے خائف ہیں۔ میں نے فورًا کہا کہ کیا آپ کو علم نہیں ہے کہ میں نے اپنے والد صاحب سے بھی پہلے بیعت کی تھی؟ اس پر انہوں نے مجھ پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ جماعت احمدیہ کے دلائل اس قدر قاطع اور مضبوط ہیں کہ ان کے سامنے وہ بے بس تھے۔ شاید یہ بات بھی کسی مضحکہ خیزی سے کم نہ ہو کہ جو شخص ان سب سے آگے بڑھ بڑھ کر بحث کر رہا تھا وہ بے نماز تھا، اسی طرح اس کے بھائی بھی نام کے مسلمان تھے لیکن یہ سب اس مباحثہ میں خود کو دین کے محافظ کے طور پر پیش کر رہے تھے۔ ہماری بحث رات کے بارہ بجے تک جاری رہی۔ ایسے میں میری منگیتر نے صورتحال دیکھ کر والد صاحب کو فون کر دیا اور رات کے ایک بجے والد صاحب مجھے لینے کے لئے آ گئے۔ ان کے گھر سے نکلتے وقت ان کے خاندان کے ایک بزرگ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ ہم آپ کے بارہ میں کسی مفتی سے دریافت کریں گے۔ اور اگر اس نے آپ کے کفر کا فتویٰ دیا تو پھر ہم اپنی بچی کی شادی یہاں نہیں کر سکتے۔ میں نے اسے کہا کہ آپ مفتی کے پاس جانے کی تکلیف نہ کریں کیونکہ جو سابقہ تیار شدہ فتویٰ اس نے دینا ہے اس کا مجھے علم ہے، لہٰذا آپ اگلے مرحلہ کے بارہ میں فیصلہ کر لیں۔

ایک ماہ تک یہ مشکل جاری رہی اور شاید یہ میری زندگی کے مشکل ترین ایام تھے۔ اس عرصہ میں میری منگیتر کے بعض بہنوئی اور کزنز فون کر کے میرے ساتھ بات کرتے اور پھر گالی گلوچ پر اتر آتے۔ جبکہ بعض میرے ساتھ بڑی دوستی اور محبت کا اظہار کرتے اور بالآخر مجھے احمدیت چھوڑنے کا مشورہ دیتے۔ بعض اسی طریق پر بات کرتے ہوئے جب یہ دیکھتے کہ میں احمدیت کے بارہ میں کوئی بات نہیں سننا چاہتا تو کہتے کہ بہتر ہے کہ تم اس شادی سے انکار کر دو۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

صداقتِ احمدیّت

(تقریر حضرت فضلِ عمر خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرمودہ 19 فروری 1920ء بمقام لاہور)

چوتھی و آخری قسط

معیارِ سچائی حضرت اقدس مسیح موعودؑ

اس وقت ہم جس انسان کی صداقت پر غور کرنا چاہتے ہیں اس کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ **اُمّتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کے لئے آپؐ ہی کی اُمّت سے کوئی انسان پیدا ہونا چاہئے کیونکہ دوسرے سے مدد مانگنے سے ہتک ہوا کرتی ہے۔**

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ آئیں تو اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے یا نہیں۔

کچھ عرصہ ہوا مَیں نے اخبار میں ایک مضمون پڑھا تھا جس کا مجھ پر بڑا اثر ہوا۔ عمان ایک پرانی ریاست ہے وہاں جب بغاوت ہوئی تو ہندوستان سے تار دیا گیا کہ اگر ضرورت ہو تو ہم مدد دیں۔ اس کے جواب میں سلطان نے کہا جب تک ہم میں جان ہے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں۔ تو جب تک کسی میں طاقت ہوتی ہے اس وقت تک دوسرے سے کوئی مدد کی درخواست نہیں کرتا اور نہ دوسرے سے مدد لینا چاہتا ہے۔ اب یہ صاف بات ہے کہ حضرت عیسیٰؑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل نہیں ہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کی قوم میں سے ہیں اور انہی کی قوم کی تربیت کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے خود کہا ہے کہ مَیں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (متی باب 15 آیت 24 برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ 1922ء) ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں فساد پیدا ہوگا تو ان کو اصلاح کے لئے بھیجا جائے گا۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی امداد کا محتاج بنائے گا۔ **لیکن کیا وہ مقدّس انسان جس نے دنیا کو نُور سے بھر دیا اور وہ سخی مرد جس نے اپنے خزانوں کے دروازے اس قدر فراخ کر دیئے کہ دنیا مالا مال ہوگئی اس کے ہاتھ میں (نعوذ باللہ) بھیک کا ٹھیکرا دینا اس کی ہتک کرنا نہیں؟** خدا تعالیٰ تو اس کو یہ فرمائے کہ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ (الضحیٰ:11) ہم نے تجھے وہ نعمت دی ہے اور تم پر وہ انعام کئے ہیں کہ جو کوئی بھی تم سے مانگنے آئے اس کے سوال کو ردّ نہ کرو۔ تیرے پاس تو اتنی دولت ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) کہ تُو علی الاعلان پُکار پُکار کر لوگوں کو کہہ کہ آؤ اور مجھ سے لو۔ ایک تو وہ سخی ہوتا ہے کہ جو اس سے مانگتا ہے اس کو ردّ نہیں کرتا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تیرا خزانہ اتنا وسیع ہے کہ تو جگہ بہ جگہ پھر اور شور مچا کہ آؤ مجھ سے لے لو اور یہی نہیں کہ جو سائل تیرے پاس آئے اسے تُو دے بلکہ خود سائلوں کو تلاش کر کے دے۔ تو اس عظمت اور شان والا انسان جس کے سپرد خدا تعالیٰ نے نُور اور معرفت کے خزانے کر دیئے اس کا بنی اسرائیل کے نبی کو بلا کر لانا کہ آؤ میری اُمّت میں فتنہ پڑ گیا ہے اس کو دُور کر دو کہاں تک اس کی شان کے شایاں ہے۔ اگر واقع میں ایسا ہو تو مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰؑ کے سامنے کیونکر آنکھ اُٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ جب کہ ایمان ثریا پر چلا گیا، قرآن کو لوگوں نے چھوڑ دیا، دشمنوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے کمریں باندھ لیں، اس وقت آپ کی قدرت قدسیہ باطل ہوگئی اور آپؐ کو دوسرے کے گھر سے دیا روشن کرنا پڑا اور دوسرے کی امداد نے آپ کی اُمّت کو بچایا اس سے زیادہ افسوس اور رنج کی بات کون سی ہوگی اور اس سے زیادہ اور کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم ہوگا۔ اس بات کو سامنے رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ یہ **بالکل غلط ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل سے کسی عیسیٰؑ کو لانے کی ضرورت پیش آئے گی۔ بلکہ صحیح اور سچّی بات یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ ہی خود عیسیٰؑ کو پیدا کرے گی۔** آپؐ کا روحانی فیض اور آپؐ کی تعلیم ایسے آدمی کھڑے کرے گی جو آپ کی اُمّت کی اصلاح کریں گے۔

اب جبکہ ان دونوں باتوں کا فیصلہ ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں اور اُمّت محمدیہؐ کی اصلاح کے لئے اسی اُمّت سے عیسیٰؑ کھڑا ہوگا تو **کہا جاسکتا ہے کہ ان باتوں کو تو مان لیا لیکن خدا کی طرف سے آنے کا جو شخص دعویٰ کرتا ہے وہ تو کہتا ہے کہ مَیں نبی ہوں۔ کیا اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں ہوتی ہے؟** اس سے بھی تو ہتک ہوتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی آئے۔

اس بات پر بھی ہم اسی طرح نظر ڈالتے ہیں کہ آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا آپ کی ہتک ہے یا عزت؟

یہ تو ظاہر ہے کہ جو رسول شریعت لاتے ہیں ان کی شریعت کو وہی نبی آ کر مٹا سکتا ہے جو اُن سے بڑا ہو۔ اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد کوئی ایسا نبی آسکتا ہے جو اس کی شریعت کو مٹا دے تو اس سے نبی کریمؐ کی بہت بڑی ہتک ہوگی۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ آپؐ جو تعلیم لائے وہ چونکہ قابلِ عمل نہیں رہی اس لئے اس کو بدلنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ کیونکہ کوئی عمارت اسی وقت گرائی جاتی ہے جبکہ بوسیدہ ہو جائے یا حسب منشاء استعمال کے قابل نہ رہے۔ اسی طرح شریعت محمدیہؐ اسی صورت میں منسوخ ہو سکتی ہے کہ یا تو ناقص ہو جائے یا موجودہ زمانہ کے قابل نہ رہے۔ اب اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کرتا ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے کہ باوجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے قائم اور برقرار رہنے کے کوئی ایسا نبی آسکتا ہے تو اس میں بھی رسول کریمؐ کی ہتک ہے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع کے علاوہ اور بھی کوئی ایسا دروازہ ہے کہ جس کے راستے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا دروازہ ہو تو وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح یا آپ سے بڑھ کر ہوا اور یہ بھی آپؐ کی ہتک ہے۔

لیکن سوال تو یہ درپیش ہے کہ ایک انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع کر کے اتنا بڑھ سکتا ہے یا نہیں کہ جتنا پہلے نبیوں کی تعلیم پر عمل کر کے کوئی نہیں بڑھا اور آپؐ کی تعلیم پر عمل کر کے نہ کہ اس کے خلاف چل کر، آپؐ کی غلامی میں ہو کر نہ کہ آپ کی برابری کر کے، آپؐ کے احکام کو مان کر نہ کہ ان کو ردّ کر کے ایک شخص عزت کے اس مقام پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں جس کا نام نبوت ہے۔ پس اس کے متعلق دیکھنا چاہئے کہ ایسا نبی محمدؐ کی ہتک کرنے والا ہوگا یا عزّت کرنے والا۔

اس کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا نبی مان لیں تو اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ کیونکہ اس طرح ماننا پڑتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور مصلح کی ضرورت باقی ہے۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ **اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے پھر اسلام میں مجدّد کیوں آئے؟** اور بڑے بڑے بزرگ لوگوں سے بیعتیں لیتے رہے۔ اس سے **ظاہر ہے کہ مصلح کی ضرورت تو موجود ہے اور ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ہاں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ایسے مصلحین سے بڑے درجے کا بھی کوئی آسکتا ہے یا نہیں۔**

اگر تو رسول اللہ کے بعد آپؐ کی اُمّت بگڑ نہیں سکتی تو پھر اس کے لئے کسی مصلح کی بھی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر بگڑ سکتی ہے اور شریعت کے احکام پر عمل کرنا چھوڑ سکتی ہے تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ آپؐ کی اُمت میں بُرائیاں تو پیدا ہوسکتی ہیں لیکن ان کو دُور کرنے والا کوئی نہیں پیدا ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ سے آپؐ کو جس قدر محبت ہے اس کا تو یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ آپؐ کی امّت کا خدا تعالیٰ زیادہ خیال رکھے نہ یہ کہ اسے آوارہ چھوڑ دے اور کہے جا تباہ ہو۔

دیکھو کسی کی خبر گیری بھی تو اس سے محبت کا ثبوت ہوتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرے بچّے بیمار ہوں تو مَیں ان کا کوئی علاج نہیں کرتا۔ آوارہ پھریں تو مَیں ان کا کوئی خیال نہیں رکھتا اور یہ میری محبت کا ثبوت ہے۔ ہر گز نہیں۔ **پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہیں تو ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی اُمّت کی حفاظت بھی دوسری امّتوں سے زیادہ کرے** کیونکہ جس سے جتنا پیار اور عشق زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس سے سلوک بھی کیا جاتا ہے۔ محبت میں تو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ پانی جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے صحابہؓ آپس میں لڑ پڑتے۔ (بخاری کتاب الشروط فی الجھاد والمصالحة مع اھل الحرب و کتابة الشروط) **عبداللہؓ بن عمر** حج کو جاتے ہوئے اسی جگہ پیشاب کرتے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج پر جاتے ہوئے کیا تھا۔ آج کہا جائے گا کہ یہ بیہودہ بات تھی مگر محبت کا علم جاننے والے جانتے ہیں کہ جس سے محبت ہو اس کی ہر ایک بات پیاری لگتی ہے۔ مگر کیسے افسوس کی بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر آپ کی اُمّت بگڑ جائے تو اس کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کوئی انتظام نہیں کرتا۔ پس اگر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے تمام لوگ ہمیشہ نیک اور پرہیز گار ہی رہیں گے اس لئے ان کی اصلاح کے لئے کسی مصلح کے آنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بات صحیح ہے تو واقع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لئے کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر یہ نظر آئے کہ مسلمان کہلانے والوں نے نمازیں چھوڑ دی ہوں حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتے میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں ان گھروں کو مع ان کے جلا کر راکھ سیاہ کر دوں۔ (بخاری کتاب الاحکام، باب اخراج الخصوم و اھل الریب من البیوت بعد المعرفة) اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا رحیم کریم انسان عشاء کی نماز کے لئے یہ فرماتا ہے تو دوسری نمازوں کے لئے خود سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان کا پڑھنا کتنا ضروری ہے۔ پس اگر لوگوں نے نمازیں چھوڑ دی ہیں اور زکوٰة جس کے متعلق حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جو اونٹ کی رسّی تک نہیں دے گا مَیں اس سے جہاد کروں گا، اس کا دینا ترک کر دیا ہے، اور اسی طرح شریعت کے دوسرے احکام کو چھوڑ دیا ہے تو پھر کیوں ان کے لئے کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے؟ ہاں **اگر مسلمان نہ بگڑتے تو ان کو کسی مصلح کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر جب ان کا بگڑنا ثابت ہے تو پھر یہ کیوں نہ مانا جائے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے سامان بھی کیا ہوگا۔** اگر نہیں کیا تو یہ ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں یہ تو ''انگور کھٹّے ہیں'' والی مثال ہے۔ جب ہر ایک شخص دیکھ رہا ہے حتیٰ کہ دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت بگڑ چکی ہے تو پھر یہ کہنا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں اپنی بیہودگی کا ثبوت دینا ہے۔

باقی رہا یہ کہ کوئی کہے اسلام میں مجدّد اور مامور تو بے شک آئیں لیکن کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا نبی ہونے کا دعویٰ کرے جو صاحبِ شریعت ہو اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے تو بے شک اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ لیکن اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے کسی کو بطور اعزاز کے یہ درجہ اور رُتبہ دیا جائے تو اس میں آپؐ کی ہتک نہیں بلکہ عزّت ہے۔

دیکھو دنیا میں اسی انسان کی بڑی عزّت سمجھی جاتی ہے جس کے ماتحت بڑے بڑے درجہ کے انسان ہوں۔ ایک کمانڈر انچیف کیوں بڑا ہوتا ہے اس لئے کہ کئی جنرل اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک جنرل کیوں بڑا ہوتا ہے اسی لئے کہ کئی کرنل اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ تو بڑے کی تعریف ہی یہ ہے کہ بڑے بڑے اس کے ماتحت ہوں۔ نہ یہ کہ بڑے بڑے تو مر جائیں اور جو پیچھے رہے وہ کہے کہ مَیں بڑا ہوں۔ یوں تو مُردوں میں بھی ایک بچہ بہادر کہلا سکتا ہے، لیکن کیا واقع میں وہ بہادر ہوتا ہے۔ بڑا بہادر اصل میں وہی ہوتا ہے جو کئی بہادروں سے بڑا ہو۔ ایک بچہ مُردوں کے منہ پر طمانچے مار کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں بڑا بہادر ہوں۔ بہادر وہی ہوتا ہے جو دوسرے بہادر کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اسی طرح مدرسہ کون سا اعلیٰ سمجھا جاتا ہے وہی جس میں لڑکا پڑھ کر دوسرے مدرسوں کے لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ لائق ثابت ہو سکے۔

اب دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے فضیلت دی ہے اور میں قیامت کے دن اپنی اُمّت پر فخر کروں گا۔ اس کے متعلق یہ دیکھنا چاہئے کہ آپؐ کس بات پر فخر کریں گے اور وہ کون سی بات ہے جو اور کسی اُمّت کو نہیں دی گئی مگر آپؐ کی اُمّت کو دی گئی۔ یہی ہے کہ دوسرے انبیاءؑ کے اُمّتیوں میں مجدّد اور مصلح تو ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں ہوا تو نبی نہیں ہوا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہی فخر کی بات ہے کہ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس وقت دنیا کے حالات بڑی تیزی سے تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں اور خاص طور پر شام کے حالات کی وجہ سے نہ صرف شام بلکہ عرب دنیا میں جو حالات ہیں اُس کی وجہ سے بہت زیادہ تباہی پھیل سکتی ہے۔ اگر شام کی جنگ میں بیرونی طاقتیں شامل ہوئیں تو پھر صرف عرب دنیا ہی نہیں بلکہ بعض ایشین ممالک کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچے گا۔ یہ جنگ صرف شام کی جنگ تک محدود نہیں رہے گی بلکہ یہ عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔

ہم احمدیوں کو دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے بہت زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس دعا کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں ہے جس سے ہم دنیا کو تباہی سے بچانے کی کوشش کر سکیں۔ ظاہری کوشش کے لحاظ سے ہم دنیا کو اور بڑی طاقتوں کو ان خوفناک نتائج سے ہوشیار کر سکتے ہیں جو ہم کر بھی رہے ہیں۔

مسلمان ممالک کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور عالمی حالات کا بصیرت افروز تجزیہ اور امنِ عالم کے قیام کے لئے اسلامی تعلیمات کو اپنانے کی طرف توجہ دینے کی تاکید۔

ہر ملک میں رہنے والے احمدی کا اپنے ملک سے وفا کا یہ تقاضا ہے اور خاص طور پر ہر وہ احمدی جوان مغربی ممالک میں رہ رہا ہے کہ ان سیاستدانوں کو آنے والی تباہی سے ہوشیار کریں۔

اسلامی تعلیم اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے حوالہ سے حُکّام اور رعایا کو ظلم سے باز رہنے اور انصاف کو اپنانے کی بابت اہم نصائح کا تذکرہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13 ستمبر 2013ء بمطابق 13 تبوک 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اس وقت دنیا کے حالات بڑی تیزی سے تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں اور خاص طور پر شام کے حالات کی وجہ سے نہ صرف شام بلکہ عرب دنیا میں جو حالات ہیں اُس کی وجہ سے بہت زیادہ تباہی پھیل سکتی ہے۔ اگر شام کی جنگ میں بیرونی طاقتیں شامل ہوئیں تو پھر صرف عرب دنیا ہی نہیں بلکہ بعض ایشین ممالک کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچے گا۔ اس بات کو نہ عرب حکومتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی ہیں، نہ دوسرے ممالک اور بڑی طاقتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی ہیں کہ یہ جنگ صرف شام کی جنگ تک محدود نہیں رہے گی بلکہ یہ عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔

پس احمدیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ماننے والے ہیں، جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں دنیا کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے اور امن اور بھائی چارہ قائم کرنے کے لئے آئے تھے، دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے بہت زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس دعا کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں ہے جس سے ہم دنیا کو تباہی سے بچانے کی کوشش کر سکیں۔

ظاہری کوشش کے لحاظ سے جو تھوڑی بہت ظاہری کوششیں ہیں، ہم دنیا کو اور بڑی طاقتوں کو ان خوفناک نتائج سے ہوشیار کر سکتے ہیں جو ہم کر بھی رہے ہیں۔ دنیا کے جو سیاستدان اور حکومتیں ہیں ان کو جہاں تک ہو سکتا ہے میں بھی ہوشیار کرتا رہتا ہوں، کر رہا ہوں اور اس پیغام کو افرادِ جماعت نے بھی میرے ساتھ وسیع پیمانے پر دنیا کے ملکوں میں پھیلایا ہے۔ یہ لیڈر اور سیاستدان بڑے زور شور سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ کا پیغام عین وقت کی ضرورت ہے اور ہم بالکل آپ کی تائید کرتے ہیں لیکن جب اس پیغام پر عملی اظہار کا موقع آتا ہے تو بڑی طاقتوں کی ترجیحات بدل جاتی ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تو ظاہری کوشش ہے، اصل ہتھیار تو ہمارے پاس ہر کام کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضل کو سمیٹنے کے لئے دعا کا ہے جس کی طرف احمدیوں کو ان حالات میں بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ انسانیت کے لئے عموماً اور امّتِ مسلمہ کے تباہی سے بچنے کے لئے خصوصاً ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آج سے اٹھاسی سال پہلے تقریباً 1925ء میں اُس وقت شام کے جو حالات تھے پر خطبہ دیا تھا اور بتایا تھا کہ دمشق کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ اسلام سے پہلے بھی یہ شہر بہت سے دینوں کا مرکز رہا ہے یا اس کی اہمیت رہی ہے۔ اسلام میں بھی بڑے عرصے تک یہ دارالخلافہ رہا ہے اور اس شہر میں اکثر پرانے مذاہب کی یادگاریں تھیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا 1925ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شہر کے بارے میں یا شام کے بارے میں خطبہ دینے کی وجہ یہ بتائی کہ اُس وقت جو حالات تھے وہ یہ تھے کہ دروزیوں نے جو وہاں ایک قبیلہ ہے، انہوں نے آزادی کی آواز اُٹھائی اور اس آواز پر وہاں کے باقی مسلمان بھی شامل ہو گئے۔ وہ لوگ پہاڑوں میں رہنے والے تھے لیکن باقی مسلمان جو شہروں میں رہنے والے تھے وہ بھی شامل ہو گئے جبکہ اُس وقت وہاں فرانسیسیوں کی حکومت تھی۔ یہ بھی آپ نے تجزیہ کیا کہ انتظامی لحاظ سے فرانسیسی حکومت تھی گو بعض فیصلوں کے لحاظ سے مفتی یا مولوی بھی حاکم تھے اور اس طرح دو تین طرز کے وہاں حکمران تھے، لیکن بہرحال جو سیاسی حکومت تھی وہ فرانس کے تحت تھی۔ اور جو مفتی حاکم تھے وہ یہ کہ اگر کسی لٹریچر کو چھاپنے کی اجازت ہوتی یا کسی مذہبی کتاب کو چھاپنے کی اجازت ہوتی اور اگر مفتی اُس کے بارے میں کچھ کہہ دیتا تو گورنر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے مثال دی کہ جماعت احمدیہ نے وہاں لٹریچر شائع کرنے کی گورنر سے اجازت لی اور یہ چھپ بھی گیا لیکن مفتی نے چھپنے کے بعد اُسے Ban کر دیا۔ گورنر کو شکایت کی گئی تو اُس نے کہا کہ اس معاملے میں میرا کوئی اختیار نہیں۔ یہ اختیار تو مفتی کے پاس ہے۔ تو بہرحال فرانس کی انتظامی حکومت تھی۔ سیاسی طور پر اگر کوئی اُس کے خلاف آواز اُٹھاتا تو اس سے سختی سے نپٹا جاتا۔ اُس وقت اُس کے خلاف بغاوت یا آزادی کی

آواز جب مقامی لوگوں نے اُٹھائی تو فرانس کی حکومت نے دمشق پر بہت بڑا ہوائی حملہ کیا۔ کہتے ہیں کہ ستاون اٹھاون گھنٹے تک بم برسائے گئے اور شہر کی تاریخ کو، اُس کی تاریخی عمارات کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا گیا۔ ہزاروں لوگ مارے گئے۔ یہ شہر کیوں برباد کیا گیا؟ کیوں وہ لوگ مارے گئے؟ اس لئے کہ وہ غیر حکومت سے آزادی چاہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام بھی ہے کہ ”بَلاءُ دِمشق“۔ تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اُس وقت اس ہوائی حملے سے جو دمشق کی حالت تھی اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام بھی پورا ہوا کہ تمام تاریخی عمارات، تمام مذاہب کی تاریخ، سب ملیا میٹ کر دی گئی۔ کیونکہ اس سے بڑی بلا اور تباہی اس سے پہلے کبھی دمشق پر نہیں آئی تھی۔ یہ بلا آئی تھی غیروں کے ہاتھوں، جیسا کہ مَیں نے کہا کہ فرانس نے حملہ کیا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 324 تا 334 خطبہ جمعہ 13 نومبر 1925ء مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

بعض الہامات کئی مرتبہ بھی پورے ہوتے ہیں۔ وہ بلا جو غیروں کے ہاتھوں آئی اور شہر کو تباہ کر دیا وہ ستاون اٹھاون گھنٹے رہی جس میں کوئی کہتا ہے دو ہزار لوگ مارے گئے، کوئی کہتا ہے بیس ہزار لوگ مارے گئے، لیکن کہا جاتا ہے، محتاط اندازہ یہی ہے کہ اُس وقت سات آٹھ ہزار لوگ بہر حال مارے گئے۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بلا جو غیروں کے ہاتھوں سے آئی تھی، اُس میں تو یہ نقصان ہوا۔ لیکن ایک بلا اب بھی آئی ہوئی ہے جو اپنے کے ہاتھ آئی ہے اور گزشتہ تقریباً دو اڑھائی سال سے یہ دمشق میں اور شام میں تباہی پھیلا رہی ہے۔ پورے شام کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ لاکھ سے اوپر لوگ مارے گئے ہیں، محتاط اندازہ ہے، بعض کہتے ہیں اس سے بھی زیادہ ہے اور ملینز میں لوگ ایسے ہیں جو بے گھر ہوئے ہیں۔ گھر بھی کھنڈر بنے ہیں، بازار بھی کھنڈر بن رہے ہیں، صدارتی محل پر بھی گولے برسائے گئے ہیں، ایئر پورٹس پر بھی گولے برسائے گئے۔ مختلف عمارات پر گولے برسائے گئے، غرض کہ کوئی بھی محفوظ نہیں۔

حکومت کے جو فوجی ہیں وہ شہریوں کو مار رہے ہیں اور شہری حکومتی کارندوں کو مار رہے ہیں، ان میں فوجی بھی شامل ہیں اور دوسرے بھی شامل ہیں۔ علوی جو ہیں وہ سنّیوں کو مار رہے ہیں اور سنّی جو ہیں وہ علویوں کو مار رہے ہیں۔ اور یہ سب لوگ جو ہیں ایک کلمہ پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ آزادی کے نام پر جو کوشش وہاں ہو رہی ہے، جو حکومت کے مخالف ہیں، عوام ہیں جن میں بڑی تعداد سنّیوں کی ہے وہ جو کوشش کر رہے ہیں، اُن میں اس کوشش میں ان کی مدد کے نام پر دہشتگرد گروہ بھی شامل ہو گئے ہیں۔ جو نقصان ان لوگوں سے، ان گروہوں سے، دہشتگرد گروہوں سے ملک کو پہنچنا ہے، اُس کا تو بعد میں پتہ چلے گا۔ بہر حال افسوس یہ ہے کہ یہ جو بلا جو اس دفعہ آئی ہے، یہ خوفناک شکل اختیار کرتی چلی جا رہی ہے اور یہ لوگ نہیں جانتے کہ آزادی کے نام پر عوام اور امن قائم کرنے کے نام پر حکومت، ایک دوسرے پر ظلم کر کے اور آپس میں لڑ کر اتنے کمزور ہوتے چلے جا رہے ہیں کہ اب بڑی طاقتیں آزادی دلوانے، ظلم ختم کرنے اور امن قائم کرنے کے نام پر اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں گی اور کر رہی ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ یہ کوششیں دنیا کو بھی تباہی کی لپیٹ میں لے سکتی ہیں۔ شام کی حکومت کے ساتھ بھی بعض بڑی حکومتیں ہیں۔ اسی طرح اُس ریجن کی بھی بعض حکومتیں جو شام کی حکومت کی مدد کر رہی ہیں یا پشت پناہی کر رہی ہیں یا اُن کی حمایت کر رہی ہیں۔ اسی طرح جو حکومت کے مخالف گروپ ہیں، اُن کے ساتھ بھی حکومتیں کھڑی ہیں بلکہ بڑی طاقتیں اُن کے ساتھ زیادہ ہیں۔ اس صورتحال نے جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے خطرناک حالات پیدا کر دیئے ہیں۔

لیکن افسوس تو مسلمان ممالک پر ہے جو اُس تعلیم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے والے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرمایا تھا کہ یہ اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے، اُس امّت سے وابستہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے خیرِ امّت کہا ہے۔ کون سا خیر کا کام ہے جو آج یہ مسلمان ممالک کر رہے ہیں۔ نہ احساسِ ہمدردی ہے، نہ تعلیم کے کسی حصے پر عمل ہے۔ غیرت ہے تو وہ ختم ہو گئی ہے اور غیروں سے مدد مانگی جاتی ہے اور یہ مدد بھی اپنے ہی لوگوں کو مارنے کے لئے مانگی جاتی ہے۔ ایسے حالات میں قرآنِ کریم کی تعلیم کیا کہتی ہے۔ اگر ایسے حالات پیدا ہوں، دو گروہ اور دو جماعتیں لڑ پڑیں تو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟ فرماتا ہے کہ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِىْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الحجرات:10) اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے انصاف کا معیار بھی اتنا اونچا مقرر فرمایا ہے، دوسری جگہ فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں انصاف سے نہ روکے۔ اگر تمہیں دنیاوی خواہشات کے بجائے اللہ کی محبت چاہئے تو پھر مسلمان کا کام ہے کہ آپس میں انصاف بھی قائم کرے اور غیروں کے ساتھ بھی انصاف قائم کرے۔ فرمایا کہ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ (المائدة:9) یہ تقویٰ کے قریب ہے۔ اور ایک مسلمان کو بار بار یہی حکم ہے کہ تقویٰ کی تلاش کرو، تقویٰ کی تلاش کرو۔

قابلِ شرم بات یہ ہے کہ اسرائیلی صدر بڑی طاقتوں کو یہ مشورہ دے رہا ہے جو اصل میں تو مسلمانوں کی طرف سے آنا چاہئے تھا، لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ان مسلمان ملکوں کو خیال نہیں آیا، سربراہوں کو خیال نہیں آیا تو جب اسرائیل کے صدر نے مغربی طاقتوں کو مشورہ دیا تھا تو اُس وقت مسلمان ممالک کی جو کونسل ہے، یہ اعلان کرتی کہ ہم اپنے ریجن میں جو بھی فساد ہو رہے ہیں خود سنبھالیں گے اور خصوصاً اُس علاقے کو جو ہمارے ہم مذہب ہیں۔ ہم ایک خدا کو ماننے والے ہیں، ہم ایک رسول کو ماننے والے ہیں، ہم ایک کتاب کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں اور اس کتاب کو اپنا رہنما ماننے والے ہیں۔ اگر ہم میں اختلاف پیدا ہو بھی گئے ہیں، اگر ایک ملک میں دو فرقوں کی لڑائی یا عوام اور حکومت کی لڑائی کسی جائز یا ناجائز وجہ سے شروع بھی ہو گئی ہے تو ہم اپنی کامل تعلیم کی رُو سے اس مسئلہ کا حل کر لیں گے۔ اگر ایک گروہ سرکشی پر اُتر آیا ہے تو اس سرکشی کو دور کرنے کے لئے ہمیں اگر غیر کی مدد کی ضرورت ہوئی بھی تو ٹیکنیکل مدد یا ہتھیاروں کی مدد تو لے لیں گے لیکن حکمتِ عملی بھی ہماری ہو گی اور افراد بھی ہمارے ہوں گے جو اس فساد اور فتنے کو ختم کرنے کے لئے استعمال ہوں گے۔ اگر یہ سوچ ہو تو کسی غیر کو جرأت نہ ہو کہ مسلمان ملکوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھیں۔ ہزاروں میل دُور بیٹھے ہوئے کسی کو کسی ملک سے کیا دلچسپی ہے؟ یہی کہ یا تو اُس ملک کی دولت پر قبضہ کیا جائے، یا جو دنیا میں اپنی مخالف بڑی طاقت ہے اُس پر اپنی طاقت کا رعب ڈالنے کے لئے اُن ملکوں کو جو غریب ملک ہیں چھوٹے ملک ہیں جن میں فساد ہو رہے ہیں، زیرِ نگیں کر کے اپنی برتری ثابت کی جائے۔

بہر حال مسلمان ممالک کی کمزوری ہے اور اپنی تعلیم کو بھولنا ہے جو غیروں کو اتنی جرأت ہے کہ ایک ملک کی حکومت یہ اعلان کرتی ہے کہ یو این او شام پر حملہ کرنے کی اجازت نہ بھی دے تب بھی ہم حملہ کریں گے، یہ ہمارا حق ہے۔ اور حق کی دلیل نہایت بچگانہ ہے کہ یو این او ہماری فارن پالیسی کو dictate نہیں کروا سکتی۔ یہاں فارن پالیسی کا کہاں سے سوال آ گیا؟ جب دشمن کی دشمنی اتنی حد تک بڑھ جائے کہ آنکھوں پر پٹی بندھ جائے تو بظاہر پڑھے لکھے لوگ بھی جاہلانہ باتیں کرتے ہیں۔ ہم ان کی طرف دیکھتے ہیں کہ بڑے عقلمند لوگ ہیں لیکن جاہلوں والی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ تم ہزاروں میل دور بیٹھے ہو، تمہارا اس معاملے سے کچھ تعلق بھی نہیں ہے، اگر تعلق ہے جو ہونا چاہئے تو یو این او کا کہ یہ لوگ اُس معاہدے میں، یو این او کے چارٹر میں شامل ہیں۔ کسی انفرادی ملک سے نہ معاہدہ ہے، نہ لینا دینا ہے۔ جس ملک میں فساد ہے اُس سے براہِ راست بھی کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ یہاں فارن پالیسی کا کہاں سے سوال آ گیا۔ بہر حال یہ منطق مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔ یہ تو ضد بازی ہے اور ڈھٹائی ہے اور اپنی برتری ثابت کرنے کی ایک مذموم کوشش ہے۔ دنیا کے امن اس طرح قائم نہیں ہوتے۔ امن قائم کرنے کے لئے انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہوتے ہیں اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اسلام کی تعلیم جیسی اور کوئی خوبصورت تعلیم نہیں کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں انصاف سے دُور نہ لے جائے۔ اس حوالے سے بار بار مَیں نے دنیا کے لیڈروں کو توجہ دلائی ہے کہ اگر اس طرح کیا جائے تو پھر امن قائم ہوتا ہے۔ اس آیت کی تعلیم سے جو مَیں نے پڑھی ہے اگر یو این او اس اصول پر انصاف قائم کرے تو انصاف قائم ہو گا۔ جہاں ظلم دیکھیں تمام ممالک مشترک کوشش کریں، یہ نہیں ہے کہ کسی کو ویٹو کا حق ہے اور کسی کو اپنی مرضی کرنے کا حق ہے۔ یہاں کسی ایک ملک کی فارن پالیسی کا سوال نہیں ہے۔

پھر ایک ملک کہتا ہے کہ ہم شام میں امن قائم کرنے کے لئے زمینی فوجیں تو نہیں بھیجیں گے لیکن ہوائی حملے کریں گے۔ یعنی اس شہر اور ملک کو مکمل طور پر کھنڈر بنا دیں گے جیسے پہلے بنایا تھا۔ معصوموں کو بھی ماریں گے، بچوں کو بھی ماریں گے، عورتوں کو بھی ماریں گے جس طرح عراق اور لیبیا میں کیا تھا۔ وہاں کیا حاصل ہوا ہے جو یہاں حاصل ہو گا۔ شہر کھنڈر بن گئے اور امن ابھی تک قائم نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ان کے توڑ بھی کئے ہوئے ہیں۔ رشیا کے پرائم منسٹر صاحب نے کل ہی بیان دیا ہے بلکہ شاید آرٹیکل لکھا ہے کہ یہ کوئی انصاف نہیں ہے جو تم انفرادی طور پر فیصلے کر رہے ہو۔ اگر یہی فیصلے اس طرح کرنے تھے تو پھر یو این او کس لئے بنائی تھی؟ انہوں نے بڑے واضح طور پر لکھا ہے کہ اگر یہی حال رہا تو یو این او کا حشر بھی لیگ آف نیشنز کی طرح ہو گا۔ اور یقیناً اُس نے صحیح کہا ہے۔

پھر عوام کے حق کے حوالے سے مصر میں حکومت کو الٹا دیا۔ کہا یہ گیا کہ عوام کے حقوق ادا نہیں ہو رہے اور حکومت اپنے آپ کو بچانے کے لئے بے دردی سے عوام کو قتل کر رہی ہے۔ یقیناً یہ سچ ہے کہ حکومت کا یہ رویہ غلط تھا لیکن مصر میں حکومت گرانے کے بعد جو حکومت آئی، وہ شدت پسندوں اور مذہبی جنونیوں کی

حکومت تھی۔ پھر بڑی طاقتوں کو فکر پیدا ہوئی کہ اب کیا ہوگا؟ امریکہ میں ایک بڑے اخبار کے جرنلسٹ نے مجھے سوال کیا کہ اب مصر میں اس کے بعد امن کے قیام کے کیا امکانات ہیں؟ تو میں نے اُسے یہی کہا تھا کہ تم لوگوں نے شاید اپنا اثر قائم کرنے کے لئے حکومت کو الٹوا دیا تھا لیکن تمہارے اندازے کی غلطی ہوگئی۔ اور جو لوگ آئے ہیں وہ نہ تمہاری مرضی کے ہیں، نہ وہاں کی عوام کی مرضی کے ہیں۔ یعنی اکثریت عوام کی اُن کے خلاف ہے۔ ایک چنگاری ابھی بھی سلگ رہی ہے اور تم دیکھنا کہ چند مہینوں تک دوبارہ اسی طرح خون بہے گا جس طرح پہلے بہہ چکا ہے۔ لیکن میرے اندازے سے بہت پہلے یہ خون بہہ گیا۔ گزشتہ دنوں کے مصر کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔

مسلمان ممالک میں بے چینی کی جو بھی وجوہات ہوں، عوام کی طرف سے جائز بھی ہوں گی لیکن جب بڑی طاقتیں غلط رنگ میں دخل اندازی کریں گی تو فساد پیدا ہوگا۔ میں نے 2011ء کے شروع میں جب اس بارے میں خطبات دیئے تھے تو واضح کیا تھا کہ مسلمانوں کے ان حالات کی وجہ سے امن کے نام پر بڑی طاقتیں جو بھی ظاہری اور خفیہ حکمتِ عملی وضع کریں گی وہ آخر کار مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی ہوگی۔ کبھی یہ طاقتیں اپنے مفادات کو متاثر نہیں ہونے دیں گی۔ اور اب یہ دیکھ لیں کہ حسنی مبارک کے زمانے میں جو خون خرابہ ہوا ہے اُس میں عوام کی حمایت کی گئی، اُسے ہٹایا گیا اور کوشش کی گئی، بڑا پراپیگنڈہ ہوا۔ لیکن جب دوسری حکومت نے مفادات کا خیال نہ رکھا اور فوجی حکومت آگئی اور اُس نے پہلے سے بھی زیادہ خون بہایا تو اُس وقت کسی نے عوام سے ہمدردی کا اظہار نہیں کیا۔ نہ کوئی کوشش کی۔ آخر یہ دوعملی ہے، یہ فرق ہے۔

بہرحال مسلمان ممالک کی حکومتوں کو اب بھی غیرت دکھانی چاہئے اور اپنے ذاتی مفادات سے بڑھ کر امّتِ مسلمہ کے مفادات کو دیکھنا چاہئے۔ لیکن یہ اُس وقت ہوگا جب دلوں میں تقویٰ پیدا ہوگا، حکومت کرنے والوں کے دلوں میں بھی اور عوام کے دلوں میں بھی۔ یہ اُس وقت ہوگا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے کے ساتھ آپ کے اُسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش بھی ہوگی۔ یہ اُس وقت ہوگا جب حاکم بھی اور رعایا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کو محسوس کرتے ہوئے آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے چند ارشادات پیش ہیں جو حاکموں کو بھی اُن کے رویوں اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور عوام کو بھی۔ پہلے حاکموں کے بارے میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اُس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ اُن میں سے اول امامِ عادل ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الحدود باب فضل من ترک الفواحش حدیث نمبر 6806) یعنی عدل کی یہ اہمیت ہے۔

پھر حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور اُس کے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا۔ اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دُور ظالم حاکم ہوگا۔ (سنن الترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی الامام العادل حدیث 1329)

پھر ایک روایت میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے، وہ اگر لوگوں کی نگرانی اپنے فرض کی ادائیگی اور اُن کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اُس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح۔ حدیث 7151)

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے سوال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ بات بتاتی ہوں جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس گھر میں کہتے ہوئے سنا تھا۔ یہ دعا کی قسم ہی بنتی ہے ایک۔ آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! میری امت میں سے جسے بھی کسی معاملے کا ولی الامر بنایا گیا اور اُس نے اُمّت پر سختی برتی تو تُو بھی اُس کے ساتھ سختی کا سلوک فرمانا اور جسے میری اُمّت کے کسی معاملے کا ولی الامر بنایا گیا اور اُس نے اُمّت پر نرمی کی تو تُو بھی اُس پر نرمی کرنا۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامیر العادل وعقوبۃ الجائر...... حدیث نمبر 4722)

تو یہ ہیں حُکّام کے سوچنے کی باتیں، سربراہوں کے سوچنے کی باتیں کہ اللہ کا سایۂ رحمت اگر چاہئے، مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو یقیناً یہ خواہش بھی ہوگی، تو پھر انصاف کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اگر بننا ہے تو ظلم بند کرنا ہوگا، ذاتی مفادات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کرنے ہوں گے۔ اگر جنت میں جانے کی خواہش ہے تو بلا تفریق ہر ایک کی خیر خواہی کرنی ہوگی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ تمہاری جگہ ہے۔ اور پھر یہ جو آخری حدیث ہے، یہ دعا ہے کہ اے اللہ! جو سختی کرنے والا امیر ہے اُس پر سختی کر اور جو نرمی کرتا ہے تُو اُس پر نرمی کر۔ یہ دعا تو ایک ایمان رکھنے والے کو لرزا کے رکھ دیتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارے جو مسلمان حکمران ہیں ان کو عقل آئے اور یہ سوچیں اور سمجھیں۔

پھر عوام کو آپؐ نے کیا حکم دیا کہ حکمرانوں کے ساتھ تم نے کیسا سلوک کرنا ہے، کیا رویہ رکھنا ہے؟

حضرت زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہؓ بن مسعود سے سنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے بعد دیکھو گے کہ تمہاری حق تلفی کر کے دوسروں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ نیز ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم برا سمجھو گے۔ یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر ایسے وقت میں آپؐ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اُس وقت کے حاکموں کو اُن کا حق ادا کرو۔ (یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود حاکموں کو اُن کا حق ادا کرو) اور تم اپنا حق اللہ سے مانگو۔

(صحیح البخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرونھا حدیث 7052)

پس یہ ہڑتالیں اور خون خرابہ جو ہے، یہ حقوق لینے جو ہیں اس کی تو اجازت نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے حق مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ پھر ایسے فیصلے فرماتا ہے کہ دنیا کی نظر بھی وہاں نہیں پہنچ سکتی۔

پھر ایک روایت میں ہے، ایک صحابی نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ (مجھ سے بھی جو عرب دنیا کے احمدی ہیں وہ پوچھتے رہتے ہیں) تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپ نے پھر اعراض کیا۔ اُس نے دوسری یا تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دہرایا جس پر اشعث بن قیس نے اُنہیں پیچھے کھینچا۔ یعنی خاموش کروانے کی کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال پسند نہیں آیا تم پیچھے آجاؤ، نہ کرو یہ سوال۔ تب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُن کا مؤاخذہ اُن سے ہوگا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ تم سے ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر 4782)

پھر ایک حدیث ہے۔ جنادہ بن ابی امیہ نے کہا کہ ہم عبادہ بن صامت کے پاس گئے۔ وہ بیمار تھے۔ ہم نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے۔ ہم سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنی ہو، اللہ تم کو اُس کی وجہ سے فائدہ دے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلا بھیجا۔ ہم نے آپ سے بیعت کی۔ آپ نے بیعت میں ہمیں ہر حال میں خواہ خوشی ہو یا ناخوشی، تنگی ہو یا آسانی ہو اور حق تلفی میں بھی یہ بیعت لی کہ بات سنیں گے اور مانیں گے۔ آپ نے یہ بھی اقرار لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہ کریں سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُن کو کفر کرتے دیکھو جس کے خلاف تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ...... حدیث 4771)

کفر ایسا جس کی دلیل واضح طور پر موجود ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ کفر کے فتوے لگا دیئے جس طرح آجکل کے علماء لگا دیتے ہیں۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، (حدیث قدسی ہے) کہ اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر رکھا ہے اور تمہارے درمیان بھی اُسے حرام کر رکھا ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآداب باب تحریم الظلم حدیث 6572)

پس اگر خدا تعالیٰ کے مؤاخذہ سے بچنا ہے تو اپنے فرائض ادا کرتے رہو، باقی حُکّام کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے اور دعاؤں میں لگے رہو۔

اور پھر اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا حُکّام کا جو کفر ہے، یہ بھی واضح شرعی احکام کی واضح طور پر خلاف ورزی ہو تب نہیں ماننا۔ اپنی توجیہات نہیں دینی۔ جس طرح پاکستان میں مثلاً احمدیوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کلمہ نہیں پڑھنا، نماز نہیں پڑھنی، سلام نہیں کہنا۔ ہم مسلمان ہیں ہم یہ کہتے ہیں اور یہ ہمیں روکنے والے یہ شریعت کے احکام کی، قرآنِ کریم کے احکام کی خلاف ورزی ہم سے کروانا چاہتے ہیں، وہ نہیں کرنی۔ اس کے علاوہ جو ملکی قانون ہیں اُس کی پابندی کرنی ہے۔

پس تمام تعلیم کا خلاصہ یہ آخری حدیث میں ہے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ نہ حکام رعایا پر ظلم کریں، نہ رعایا حُکّام سے اپنا حق لینے کے لئے اُن پر کوئی ایسی کارروائی کرے جس سے ظلم ثابت ہوتا ہو۔ اب یہ کام

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حُکّام اور رعایا دونوں کا ہے کہ دیکھیں کیا وہ اس تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا حُکّام جو ہیں انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو چھوڑ رہے ہیں؟ کیا اپنے ہر فیصلے پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اُس کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں؟ اسی طرح کیا رعایا جو ہے سوائے کسی حاکم کے خدا تعالیٰ کے واضح شرعی احکامات کی خلاف ورزی کرنے کے حکم کے، جو باقی احکام ہیں اُس پر سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہہ کر عمل کرنے والی ہے؟ کیا ظالم حکمرانوں کے خلاف صرف اپنے رب کے سامنے رونے والے ہیں؟ اگر آج کوئی یہ کرنے والے ہیں تو شاید احمدیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا۔ اگر نہیں تو ہم پھر اس حالت میں اور اس زمانے میں واپس چلے جائیں گے جو ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا زمانہ تھا۔ اور مسلمانوں پر یہ زمانہ آنا بھی تھا۔ قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانے میں بھی ایسے حالات ہی پیدا ہونے تھے۔ پس مسلمان حکمرانوں کو بھی اور رعایا کو بھی اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ فسادوں کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کو تلاش کریں اور اُس کے دامن کو پکڑیں۔ شام کے لوگ خاص طور پر اور مسلمان عموماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف اسی الہام پر غور کرلیں کہ ''بَلاءُ دِمَشْق'' (تذکرہ صفحہ نمبر 603 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) تو اُن کو پتہ چل جائے گا کہ یہ پیشگوئی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے، اُس کی بات سنیں ورنہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے علاوہ کوئی اور نہیں جو رہنمائی کرنے والا ہے۔ ملکوں کے ان رویوں کی وجہ سے جو مذہبی شدت پسند تنظیمیں ہیں یا مذہب کے نام پر اپنی حکومتیں قائم کرنے والی جو تنظیمیں ہیں، یہی فائدہ اُٹھائیں گی اور پھر جو آپس میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگا وہ تصور سے بھی باہر ہے۔

خدا تعالیٰ مسلمان رہنماؤں کو بھی عقل دے اور عوام کو بھی عقل دے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے اس مضمون کو سمجھیں کہ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدۃ:3) کہ نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرنے والے ہوں۔ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں، محبت کے پھیلانے والے ہوں، دلوں کو جیتنے والے ہوں۔

حکومت جو ہے کبھی دلوں کو جیتے بغیر نہیں ہوسکتی۔ عوام کے حق ادا کئے بغیر نہیں ہوسکتی۔ ہر مسلمان لیڈر کو اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اپنی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ ایک زمانہ تو وہ تھا کہ جب عیسائی عوام مسلمان حکومت کے عدل و انصاف کو دیکھ کر یہ دعا کرتے تھے کہ ہمیں عیسائی حکمرانوں سے جلد چھٹکارا ملے اور ہم پھر مسلمانوں کی حکومت کے زیرِ سایہ آجائیں اور کہاں آج یہ زمانہ ہے کہ مسلمان مسلمان سے بے انصافی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30) کے بجائے گردنیں کاٹی جارہی ہیں۔ مسلمان عیسائی ملکوں میں امن سے رہنے کے لئے، پناہ لینے کے لئے دوڑ رہے ہیں، انصاف کے حصول کے لئے دوڑ رہے ہیں، آزادی سے رہنے کے لئے دوڑ رہے ہیں۔ کاش کہ مسلمان ممالک کے حکمران اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ خدا کرے کہ کسی طرح ان تک ہمارا یہ پیغام پہنچ جائے۔ اسی طرح مغربی ممالک اور بڑی طاقتوں تک بھی یہ پیغام پہنچ جائے جو مَیں نے بتایا۔ جو کہ جیسا میں نے کہا کہ پہلے بھی مختلف ذرائع سے پہنچا چکا ہوں کہ بعید نہیں کہ شام کے خلاف جو کارروائی ہے، یہ ملک سے نکل کر دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ پس ہر ملک میں رہنے والے احمدی کا اپنے ملک سے وفا کا یہ تقاضا ہے اور خاص طور پر ہر وہ احمدی جو ان مغربی ممالک میں رہ رہا ہے کہ ان سیاستدانوں کو آنے والی تباہی سے ہوشیار کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حاکموں اور رعایا کو اپنے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ خانہ جنگی کو ختم کر کے اس تباہی سے بچیں۔ یورپ اور مغرب کے حکمرانوں کی بھی آنکھیں کھولے کہ وہ عدل اور انصاف سے کام لیں اور ظلم سے بچیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے ملک کا بھی حق ادا کرنے کی کوشش کریں اور کسی ملک کی مدد ذاتی مفادات کے لئے نہ ہو، بلکہ حق کی ادائیگی کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو ان حالات کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ خاص طور پر شام میں تو بہت سارے احمدی متاثر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شام کے بارے میں ایک انذاری الہام فرمایا تھا کہ ''بلاءِ دمشق'' تو جلد اس خوشخبری والے الہام کو بھی پورا فرما دے اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان پیدا فرمائے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُ اللّٰہِ مِنَ الْعَرَبِ یعنی تیرے لئے شام کے ابدال دعا کرتے ہیں اور عرب سے اللہ کے بندے دعا کرتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 100 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کرے کہ سارا عرب جلد سے جلد مسیح محمدی کے جھنڈے تلے آنے والا ہو تا کہ عرب دنیا کی بے چینی جسے دنیا نے عرب سپرنگ (Arab Spring) کا نام دیا ہوا ہے یہ دنیاوی نہیں بلکہ روحانی فیض کا چشمہ بن جائے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعائیں کرنے والے بن جائیں اور آپ کے ساتھ جڑ کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو جو پیار اور محبت اور امن کی تعلیم ہے، دنیا میں پھیلانے والے بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہماری ذمہ داریاں سمجھنے اور اُنہیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت جذب کرنے والے ہوں اور دنیا کی حق کی طرف ہمیشہ رہنمائی کرتے رہنے والے ہوں۔ امن اور انصاف کو قائم کرنے والے ہوں اور اس تعلیم کو پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی جنگ کی ہولناکیوں اور تباہیوں سے بچائے۔

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ یوکے 2013ء از صفحہ 20

for all, Hatred for none کے ماٹو پر عمل در آمد ہے۔

(8) اگلا خطاب محترمہ **Madam Falani Zara Toure** صاحبہ کا تھا جن کا تعلق Ivory Coast سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونا ان کے لئے باعثِ فخر و اعزاز ہے۔ اور اس بابرکت موقع پر انہوں نے مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ اور تمام احباب کا ان کے ملک کے لئے دعاؤں کا بھی شکریہ ادا کیا۔

(9) جناب **Naa Seidubraimah** صاحب کا تعلق Ghana سے ہے۔ انہوں نے گھانا کے صدرِ مملکت کی طرف سے جلسہ سالانہ کی مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے جماعت کی گھانا میں خوراک، صحت اور تعلیم وغیرہ شعبوں میں خدمات کا ذکر کیا اور جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ملک کیلئے خاص دعاؤں کی درخواست کی۔

(10) اگلے مہمان خصوصی **Sukdhev Singh Bedi** صاحب تھے جن کے خاندان میں حضرت بابا گورو نانک صاحب کا چولہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ 2009ء میں پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے 1891ء میں قادیان کی مبارک زمین میں اِس جلسہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور آپ نے اسلام کی صحیح تعلیم پیش کی۔ Bedi صاحب نے کہا کہ سال میں تین دن ایسے ضرور ہونے چاہئیں جن میں سب بھائی اکٹھے ہوں اور اپنے خالق کو یاد کریں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں جلسہ کا روحانی ماحول دیکھ کر بہت خوشی ہورہی ہے۔ اور ان کے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ ان کے دل میں اس جماعت کی محبت ہے جو کہ تمام مذاہب کا احترام کرتی ہے۔ آخر میں انہوں نے حضورِ انور کو پنجاب اور خاص طور پر ڈیرہ بابا گورونانک تشریف لانے کی دعوت دی۔

(11) اگلا خطاب محترم **Joseph Bandable Dauda** صاحب کا تھا جو سیرالیون سے تشریف لائے اور وہاں کے Minister of Internal Affairs ہیں۔ انہوں نے پہلے افرادِ جماعت کو جلسہ سالانہ کی مبارک باد پیش کی اور کہا کہ آپ کا جلسہ دوستی، محبت اور اخوّت دکھاتا ہے۔ پھر انہوں نے سیرالیون کے صدرِ مملکت کی طرف سے پیغام پڑھ کر سنایا جس میں حضور انور اور جماعت کی خدمت میں جلسہ سالانہ برطانیہ کی مبارک باد پیش کی گئی۔ اور یہ لکھا کہ جماعت احمدیہ جو انسانی فلاح و بہبودی کا کام سرانجام دے رہی اس پر وہ مشکور ہیں۔ پھر Joseph صاحب نے جماعت احمدیہ کے مشن کے بعض کارناموں کا ذکر کیا۔

(12) اگلے مقرر محترم **Lord Tariq Ahmad صاحب** تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب کی ابتدا میں کہا کہ میں آپ کے سامنے جماعت احمدیہ کے ایک عاجز ممبر اور گورنمنٹ کے ملازم کے طور پر کھڑا ہوں۔ اور میرے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ میں احمدی ہوں۔ پھر طارق صاحب نے بتایا کہ ان کے خاندان کا تعلق قادیان سے ہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ UK کے ابتدائی حالات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ اس وقت اپنے والد محترم کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر خانہ میں ڈیوٹی کیا کرتے تھے۔ پھر خلیفہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے UK میں آگئے اور اس طرح جماعت تیزی سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی۔ پھر طارق صاحب نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے ارشاد کے مطابق جماعت کا ہمیشہ یہی عمل رہا کہ دعا پر زور دیا جائے۔ پھر سامعین سے انہوں نے کہا کہ ہم سب کو آج اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے عہد کی تجدید کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد طارق صاحب نے جناب ڈیوڈ کیمرون جو کہ برطانیہ کے وزیرِ اعظم ہیں کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے جماعت کے برطانیہ میں سو سال پورا ہونے پر مبارکباد پیش کی اور لکھا کہ آپ کی جماعت نے برطانیہ اور دنیا بھر میں ہر میدان میں اپنا مثبت کردار ادا کیا ہے۔ نیز یہ کہ آپ کی جماعت integration کے معاملہ میں بھی دوسروں کیلئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

(13) جلسہ سالانہ کے موقع پر معزز مہمانوں میں سے آخری خطاب **Rt. Hon. Ed. Davey MP** کا تھا جنہوں نے کہا کہ ان کے لئے جلسہ سالانہ میں شمولیت ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ پھر انہوں نے Humanity First کے عظیم الشان کارناموں کا ذکر کیا۔ نیز بتایا کہ انہوں نے جماعتی تاریخ کی تصاویر بھی دیکھی ہیں۔ اور جماعت کے خلیفۂ وقت کی وہ تصویر بھی دیکھی ہے جب آپ قید میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ سب کو یہ جان لینا چاہیے کہ برطانیہ ان تمام مظالم کی سخت مذمّت کرتا ہے جو جماعت احمدیہ پر کیے جارہے ہیں اور برطانیہ میں جماعت کو مکمل طور پر آزادی حاصل ہے۔ آخر میں انہوں نے ملک شام کے حوالہ سے حضورانور سے برطانوی حکومت کے لئے رہنمائی کی درخواست کی اور ساتھ ہی دعا کی بھی درخواست کی۔ اور جماعت کا دنیا بھر میں انسانیت کی خدمات سرانجام دینے کا شکریہ ادا کیا۔

ان ایڈریسز کے دوران ہی حضورِ انور ایدہ اللہ سٹیج پر تشریف لے آئے تھے۔ ان ایڈریسز کے اختتام کے بعد جلسہ کے اختتامی اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

بقیہ: صداقتِ احمدیت از صفحہ 4

یہ درجہ آپؐ کے غلاموں میں سے کسی کو حاصل ہوتا کہ اس طرح آپؐ کی عزّت اور عظمت بڑھے۔

پھر آپؐ کی اُمّت میں سے کسی کے نبی ہونے کی ایک اور بھی وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا ہے کہ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی حَیَّیْنِ مَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ (الیواقیت والجواھر مؤلفہ امام عبدالوہاب شعرانی صفحہ 22 مطبوعہ مصر 1321ھ) **اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کے لئے سوائے اس کے چارا نہ تھا کہ میری اطاعت کرتے۔** یہ ایک دعویٰ ہے جس کے متعلق دشمن اعتراض کرسکتا ہے کہ ایسا دعویٰ کرنا جس کا کوئی ثبوت نہ ہو بہادری نہیں ہے۔ اس اعتراض کا جواب دینا ضروری تھا اور اسی طرح دیا جاسکتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے اسی درجہ اور رُتبہ کا انسان بھیج دیا جائے جو حضرت موسیٰؑ کا درجہ تھا۔ **پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ سچّا کرنے کے لئے کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے ضروری تھا کہ ایک شخص کو آپ کی اُمّت میں سے کھڑا کیا جاتا جو اُن کے درجہ پر پہنچ کر یہی کہتا** کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور ان سے ایک قدم دُوری میرے لئے ہلاکت اور تباہی ہے۔ کیونکہ جب آپ کی اُمّت میں سے کوئی ایسا شخص کھڑا ہو تب آپ کا دعویٰ سچّا ثابت ہوسکتا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر آپ کا دعویٰ یونہی تھا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچّا ثابت کرنے کے لئے ضروری تھا کہ آپؐ کی اُمّت میں سے کسی کو نبوت کا درجہ دیا جاتا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ شخص جس نے اس زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس نے اگر اپنے قول اور فعل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ثابت کی ہے یا آپؐ کی ہتک کی ہے۔ اگر اس کے عمل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ثابت ہو تو اسے قبول کرنا چاہئے ورنہ ردّ کردینا چاہئے۔

اس زمانہ میں اسلام کی جو حالت ہورہی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس پر تباہی آرہی ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی مصلح کا آنا ضروری تھا۔ مگر سوائے اس کے اور کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کا دعویٰ کیا ہو۔ اب وہ بھی سچّا نہیں بلکہ جھوٹا ہے اور (نعوذ باللہ) دجّال ہے تو یہی کہا جائے گا کہ بجائے اس کے کہ خدائے تعالیٰ ایسی نازک حالت میں اسلام کی مدد کرتا اس نے بھیجا تو ایک دجّال کو بھیجا۔ حالت تو یہ ہو کہ ایک مریض مر رہا ہو اس وقت چاہئے تو یہ کہ اسے ایسی دوا دی جائے جس سے وہ شفا پائے لیکن اُلٹا زہر دے دیا جائے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں وہ دجّال بھی عجیب ہے کہ اس کا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجتا ہو، آپؐ کی شان کو ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرتا ہو اور اسلام کی خدمت میں مشغول نہ ہو۔ مسلمان کہلانے والوں کی تو یہ حالت ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والوں، آپ کو گالیاں دینے والوں، اسلام پر حملے کرنے والوں سے بغل گیر ہوں۔ مگر اس کی غیرت کا یہ حال ہو کہ پنڈت لیکھرام سلام کے لئے آیا اور وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اس طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اس پر سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے لیکھرام کو پہچانا نہیں اور بتایا جاتا ہے کہ پنڈت لیکھرام آپ کو سلام کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس پر اس کا چہرہ سُرخ ہوجاتا ہے اور کہتا ہے اس کو شرم نہیں آتی میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کرنے کے لئے آیا ہے۔ پھر جہاں کہیں کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے وہ اسی پر پل پڑتا ہے۔ امریکہ میں ایک شخص ڈوئی اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائے ہوئے اسلام کو مٹانے اور عیسائیت کو پھیلانے آیا ہوں۔ اس کو للکارتا ہے کہ آ مجھ سے مقابلہ کر اور دیکھ کہ اسلام غالب آتا ہے یا عیسائیت۔ یہ سُن کر وہ کہتا ہے کہ اس کی طاقت ہی کیا ہے مَیں اسے موری کے کیڑے کی طرح مسل دوں گا۔ اس کے جواب میں وہ انسان کہتا ہے کہ خدا تجھے ذلیل اور رسوا کرے گا۔ اس پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ ڈوئی کا باپ اعلان کرتا ہے کہ یہ حرام کا لڑکا ہے۔ پھر اس کے بیوی بچّے اس سے الگ ہوجاتے ہیں اور اس کی بُرائیاں اور بدکاریاں دنیا میں ظاہر کرتے ہیں۔ پھر اس پر فالج گرتا اور ذلّت اور رسوائی کی موت سے مرتا ہے۔ جس پر عیسائی اخبار لکھتے ہیں کہ عیسائیت کے پہلوان پر اسلام کا پہلوان غالب آگیا۔ تو وہ شخص جو اسلام کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ

بعد از خُدا بعشق محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

وہ اگر نعوذ باللہ دجّال ہے تو پھر مسلمان کون ہوسکتا ہے؟ وہ تو خود کہتا ہے کہ اگر خدا کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کُفر ہے تو خدا کی قسم! مَیں سب سے بڑا کافر ہوں۔ کیونکہ وہ اسلام جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہو اس سے یہ کُفر مجھے ہزار درجہ پسند ہے جس سے آپؐ کی عزّت اور عظمت ثابت ہوتی ہے۔

پس اس کی صداقت معلوم کرنے کے لئے اس کے کاموں اور اس کے ماننے والوں کے کاموں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ آیا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے، اسلام کو ذلیل کرتے ہیں یا دُنیا کے چاروں کونوں میں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں۔

گو اس وقت ہماری جماعت دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور مالی حالت بھی کمزور ہے مگر ہم نے مختلف ممالک میں اپنے مبلغ بھیجے ہوئے ہیں اور ہر ایک آدمی جس قدر دین کی خدمت کرسکتا ہے اس میں لگا ہوا ہے اور دین کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا مَیں نے لندن میں مسجد بنانے کے لئے ایک لاکھ کی تحریک کی تھی جس میں اس وقت تک 92 ہزار کے قریب روپیہ جمع ہوگیا ہے۔

پس اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے جو ہم اور دوسرے لوگوں میں پایا جاتا ہے یہ دیکھنا چاہئے کہ کس کے عقائد ایسے ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے اور کس کے ایسے ہیں جن سے عزّت۔ ہمارے افعال اور حالات سے اگر ہمارے مخالفین پر یہ ثابت ہوجائے کہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت ثابت ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس سلسلہ کی طرف توجہ نہ کریں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے اور اس بات کی توفیق دے کہ آپ لوگ ان عقائد کو چھوڑنے میں کسی رشتہ اور تعلق کی کوئی پرواہ نہ کریں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ اور ان عقائد کو اختیار کریں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا ثبوت ملتا ہے تاکہ دنیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم ہو۔

☆......☆......☆......☆

بقیہ: مَصَالِحُ الْعَرَب از صفحہ 3

میرے سسرال والے میرے ساتھ بہت اچھے تھے لیکن اب اہل خاندان کی باتوں کے زیر اثر آ کے انہوں نے میرے احمدیت سے ارتداد کی بھرپور کوششیں کرنی شروع کردیں۔ ان کے ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ تم دینی امور کو مولویوں کے لئے چھوڑ دو اور سب فرقوں کو چھوڑ کر صرف اسلام کی پیروی کرو۔ میں نے اسے کہا کہ اگر وہ یہ سب کچھ اپنی بھتیجی کے لئے کررہا ہے تو بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر رہے اور میں اپنے گھر۔ جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے تو خواہ مجھے جان بھی دینی پڑی میں دے دوں گا لیکن احمدیت سے سرِ مُو انحراف نہیں کرسکتا۔

پھر میری منگیتر کے بھائیوں نے ایک اور طریق پر کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ تم بے شک احمدی رہو لیکن لوگوں کے سامنے اپنے احمدی ہونے کا اعلان نہ کرو۔ مجھے شدید غصہ آگیا اور میں نے کہا کہ تم نے یہ تصور بھی کیسے کرلیا کہ میں ایسی منافقت سے کام لینے والا ہوسکتا ہوں۔

پھر یوں ہوا کہ میری منگیتر کا ماموں اسے کچھ عرصہ کے لئے اپنے ساتھ لے گیا اور پھر شاید ان کے شدید دباؤ کے زیر اثر میری منگیتر نے مجھ سے علیحدگی کا مطالبہ کردیا۔ اس کے بعد بعض خوابوں کی بناء پر میں نے اس قصہ کو ختم کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس کا میری طبیعت پر بہت زیادہ برا اثر پڑا خصوصًا اس لئے بھی کہ میں نے شادی کے لئے گھر کرائے پر لیا تھا اور محنت کرکے اس میں ضروری ساز و سامان بھی خرید کر ڈالا تھا۔ اور شادی کی تاریخ طے تھی۔ ایسے موقع پر سب کچھ ختم ہونے پر مجھے شدید صدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ میرا گھر کرائے کا تھا۔ لیکن پانچ ماہ گزرنے کے بعد بھی میں اس میں رہائش اختیار کرنے سے قاصر تھا۔ میں نے سامان بیچنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن میرے والد صاحب نے کوئی اور رشتہ دیکھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں پہلے تجربہ کی بناء پر بہت دل شکستہ تھا اس لئے یہی عرض کیا کہ سامان بیچ کر اپنی تعلیم مکمل کرتا ہوں۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مکرم تمیم ابو دقہ صاحب نے فون کیا اور مجھے کہا کہ ہم نے تمہارے لئے ایک رشتہ دیکھا ہے۔ میں نے لاکھ عذر کیا لیکن وہ بضد رہے چنانچہ جب رشتہ کی بات چلی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے سارے مسئلے حل ہوتے گئے اور اس نئی جگہ میرے رشتے کی بات پکی ہوگئی۔ اور پھر یہیں میری شادی ہوگئی جو خدا کے فضل سے خیر و برکت کا موجب ثابت ہوئی۔

خلیفہ وقت سے رابطہ اور چندہ کی برکت

ایک مرتبہ مجھے کچھ رقم کی اشد ضرورت تھی۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ دعا کے لئے حضور انور کی خدمت میں خط لکھنا چاہئے۔ میں نے خط تو لکھا لیکن اس میں حضور انور سے اپنی محبت اور وفا اور اخلاص کا اظہار کرنے کے بعد کچھ نہ لکھ سکا۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضور انور کی طرف سے جواب ملا تو دعاؤں میں میرے رزق میں برکت کی دعا سب سے نمایاں تھی۔ میں نے تو اس بارہ میں خط میں کچھ نہ لکھا تھا لیکن اس وقت مجھے اس دعا کی بہت ضرورت تھی۔ اور اس دعا کی برکت سے اب تک یہ کیفیت ہے کہ جب کبھی بھی مجھے مالی مشکل پیش آتی ہے میں دعا کے ساتھ اپنا چندہ پورا ہی ادا کرتا ہوں۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ ہر بار چندہ دینے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے بہت زیادہ نوازتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور انور کی رزق میں کشائش کی دعا اور چندہ دینے کی برکت ہے کہ ہر بار مجھے میرے تصور سے بڑھ کر عطا ہوتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆......☆

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2013ء

...... بوزنیا، مالٹا، اسٹونیا، آئس لینڈ، لیتھوانیا، ہنگری، رشیا، تاجکستان اور قیرغیزستان سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ سے الگ الگ ملاقاتیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کی محبتوں، شفقتوں اور دعاؤں سے فیضیاب ہونے والے افراد کی خلافت سے محبت اور اخلاص و وفا کے جذبات کا دلنشیں اور ایمان افروز اظہار۔

...... اعلانات نکاح و خطبۂ نکاح۔ ...... انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ ...... تقریب آمین

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

یکم جولائی بروز سوموار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بج کر بیس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پروگرام کے مطابق صبح دس بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور مختلف ممالک سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

بوزنیا کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

سب سے قبل بوزنیا (Bosnia) سے آنے والے وفد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ بوزنیا سے بیس افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کے لئے آیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مبلغ سلسلہ بوزنیا سے دریافت فرمایا کہ امسال کتنی بیعتیں ہوئی ہیں۔ جس پر عرض کیا گیا کہ اس جلسہ پر دو افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا پورے سال میں صرف دو بیعتیں۔ آپ کا ایک ہزار بیعت کا ٹارگٹ ہونا چاہئے۔ حضور انور نے سسٹر فہریہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو بوزنیا جا کر وقتاً فوقتاً قیام کرنا چاہئے۔ ان کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ سسٹر فہریہ بوزنین احمدی خاتون ہیں اور بہت اخلاص اور وفا کے ساتھ کام کرنے والی ہیں۔ لندن میں مقیم ہیں اور MTA پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور دیگر پروگراموں کے بوزنین زبان میں تراجم کرتی ہیں اور بہت سی جماعتی کتب کے تراجم کرنے اور ان کی نظر ثانی کرنے کی بھی توفیق پا رہی ہیں۔

...... بوزنیا سے آنے والے ایک احمدی دوست نے عرض کیا کہ اس سے پہلے مجھے تجربہ نہیں تھا کہ ایسا عظیم جلسہ ہوسکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ کس طرح اتنا عظیم الشان جلسہ کا انتظام ہوسکتا ہے۔ ہر چیز بڑی منظّم ہے اور ہر انتظام بڑا اعلیٰ ہے۔ کوئی خرابی نہیں ہے۔

...... حضور انور کے دریافت فرمانے پر ایک احمدی دوست کمال صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ جلسہ پر روانہ ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے میں سوچ رہا تھا کہ میں نے گزشتہ جلسہ سے لے کر اس جلسہ تک اپنے اندر کتنی تبدیلی پیدا کی ہے۔ بعض چیزوں میں اصلاح کی ہے اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں اصلاح کرنی ہے اور کوشش کر کے ان کمزوریوں کو دور کرنا ہے۔ موصوف نے اپنی روحانیت میں ترقی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

موصوف نے عرض کیا کہ میں نے ایک نظم لکھی ہے مجھے پڑھنے کی اجازت دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے حضور انور کی اجازت سے بوزنین زبان میں نظم پڑھی۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

بوزنین نظم کا اردو ترجمہ

جب سے میں حضور کو دیکھتا ہوں اور حضور سے ملا ہوں تو میرے لئے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ آپ خدا کی طرف سے مامور ہیں۔

تمام عالم اسلام کے لئے یہ بڑا ہی آسان اور واضح پیغام ہے کہ اب تمام عالم اسلام کے لئے خدا کا ایک خلیفہ موجود ہے۔

حضور کا چہرہ سورج کی طرح چمکتا ہے اور حضور کی ہر نظر ایک کشش اور تاثیر رکھتی ہے۔

حضور اپنے الفاظ میں دولت بانٹتے ہیں اور یہ دولت لینے کے قابل ہے جو چاہے آئے اور یہ دولت لے۔

حضور سے ملاقات سب سے بڑی خوشی کی بات ہے۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی خوشی نہیں ہے۔

حضور سے ملاقات ایک نعمت عظمیٰ ہے جو بھی حضور سے ملے اس کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ یہ ملاقات کبھی ختم نہ ہو۔

میں حضور کے لئے دعا گو ہوں کہ خدا تعالیٰ حضور کی مدد کرے اور خدا آپ کو لمبی صحت والی عمر دے۔

مَیں حضور سے محبت کرتا ہوں اور حضور کے ساتھ ہوں۔

دوسرے لوگوں کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ احمدیت میں آجاؤ یہی سب سے اچھی دولت ہے۔

کمال صاحب کی اہلیہ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ چند دن قبل میری والدہ کی وفات ہوئی ہے۔ لیکن جلسہ میں شامل ہونے اور حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ حضور انور نے موصوفہ کی والدہ مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

...... ایک دوست Samayou SB نے عرض کیا کہ میں احمدی ہوں اور جماعت میں اپنے آپ کو روحانی لحاظ سے سب سے زیادہ کمزور پاتا ہوں۔ پس میرے لئے دعا کریں کیونکہ جلسہ کا اثر مجھ پر دیرپا نہیں ہوتا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اس بارہ میں مَیں خطبہ جمعہ میں بتا چکا ہوں۔ اس لئے جلسہ میں بار بار آنا چاہئے تاکہ آپ کے اندر تبدیلی پیدا ہو۔ دعا اور استغفار کرتے رہا کریں۔

...... بعد ازاں ایک دوست نذیر صاحب نے عرض کیا کہ میں گزشتہ دس سال سے جماعت میں ہوں اور پہلی دفعہ جلسہ میں حاضر ہوا ہوں۔ تمام انتظامات اور پروگرام بہت اچھے تھے۔ اگرچہ میں پہلے بھی جلسہ MTA پر دیکھتا تھا لیکن اب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور ایک خاص لذّت محسوس کر رہا ہوں۔

...... ایک بچی جو اپنے والدین کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئی تھی۔ حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد جب بات کرنے لگی تو رو پڑی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور بات نہ کرسکی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ بہت جذباتی ہیں۔

ایک بوزنین احمدی دوست ندیم صاحب نے بتایا کہ میں ایک عرصہ سے جماعت کے ساتھ تعلق میں ہوں اور جب بوزنیا میں آتا ہوں تو جماعتی سینٹر میں رہ کر ایمانی حرارت محسوس کرتا ہوں لیکن جب اپنے وطن سربیا واپس جاتا ہوں تو پھر مسلمانوں کی آپس میں خانہ جنگی اور تفرقہ دیکھ کر دل بے اختیار جماعتی نظام اور پیغام کی طرف مائل ہوتا ہے اور خاص طور پر احمدیت کی طرف کشش کا باعث حضور انور کی بابرکت شخصیت ہے اور جلسہ میں آکر اس ماحول کو دیکھ کر میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں اب احمدیت میں شامل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ یہ دوست جلسہ کے تیسرے روز بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوگئے۔ ملاقات میں اس دوست نے حضور اقدس سے کہا کہ میرے شہر Noviparah میں چونکہ کوئی احمدی نہیں ہے اس لئے وہاں جانے کے بعد مجھے ایک قسم کی احمدی معاشرہ کی کمی محسوس ہوگی۔ اس پر حضور انور نے اس نومبایع سے فرمایا کہ آپ وہاں تبلیغ کریں اور پھر آہستہ آہستہ لوگوں کو احمدی بنائیں۔

...... بوزنیا سے آنے والے ایک اور دوست Admir صاحب نے عرض کیا کہ جماعت سے تعارف حاصل ہونے سے قبل وہ ہر قسم کے گناہ اور بدکاری میں گرفتار تھے۔ لیکن یہاں جلسہ میں آکر انہیں دلی اطمینان ہوا اور اب وہ ایک پاک زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنا چاہتے ہیں اور جلسہ میں شامل ہونے کے بعد یہ جلسہ کا ماحول دیکھ کر اور خصوصاً حضور اقدس کی شخصیت سے ایک حیرت انگیز تبدیلی محسوس کر رہے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہی جماعت ہے جو صحیح اسلامی تعلیم پر قائم ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی جلسہ کے آخری دن اجتماعی بیعت کے موقع پر بیعت کرلی۔

...... بعد ازاں ایک خاتون جو جلسہ میں پہلی دفعہ شامل ہوئی تھیں۔ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگیں کہ جلسہ کے تمام انتظامات بہت اعلیٰ تھے۔ جلسہ بہت اچھا لگا۔ ہم نے حضور انور کے تمام خطابات سنے ہیں۔ حضور انور کی باتوں نے ہمارے دل پر بہت اثر کیا ہے۔

...... ایک احمدی دوست نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں حضور سے محبت کرتا ہوں اور جلسہ پر آیا ہوں۔ حضور انور کے تمام خطابات سنے ہیں۔ ان خطابات نے میری ایمانی قوّت کو بڑھا دیا ہے۔ موصوف نے کہا میرے ذاتی مسائل ہیں۔ میرے لئے دعا کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اللہ مشکلات دور فرمائے۔

...... ایک نوجوان نومبایع نے عرض کیا کہ جب میں بوزنیا میں مسجد میں آتا ہوں تو میرا ایمان زیادہ ہوجاتا ہے اور جب واپس سربیا جاتا ہوں تو اس میں کمی آجاتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے، اپنے علاقے میں بھی جماعت قائم کریں اور احمدی بنائیں۔

...... بعد ازاں سسٹر فہریہ نے عرض کیا کہ آج کل بوزنیا کے حالات سیاسی اور معاشی لحاظ سے بہت خراب ہو رہے ہیں۔ حضور ہمارے لئے دعا کریں کہ بوزنیا کے حالات اچھے ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ ہر جگہ دنیا کے حالات ایسے ہو رہے ہیں۔ کم ترقی یافتہ ممالک کے حالات زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لیڈر شپ کو عقل دے۔

...... اس کے بعد ایک طالبعلم Emina Hajibulich نے عرض کیا Sarajevo یونیورسٹی سے انگریزی میں .B.A کر رہی ہوں۔ میرا ایک سوال ہے کہ بوزنیا کے سیاسی و معاشی حالات اتنے زیادہ خراب ہیں تو کیا اس صورتحال میں ہم بوزنیا سے کسی اور ملک میں چلے جائیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کی جو مشکلات ہیں، ان میں آپ وہاں رہیں اور ملک کی بہتری کے لئے کام کریں۔ اگر آپ لوگ ملک چھوڑ گئے تو پھر یہ خلاء کون پُر کرے گا اور اس صورتحال کا مقابلہ کون کرے گا۔ آپ لوگوں کو ملک میں رہ کر، ملک کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کرتے ہوئے ذمّہ دار اور دانشور لوگوں کے خلاء کو پُر کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ بوزنیا کو برکت دے اور بوزنیا کے ہر شہری کو برکت دے۔

...... آخر پر ایک زیر تبلیغ دوست اسد صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک لمبے عرصہ سے جماعت کے ساتھ رابطہ میں ہوں اور میرے والد بھی احمدی تھے۔ میرا جماعت کے ساتھ بہت اچھا تعلق قائم ہو چکا ہے۔ اس دوران مبلغ سلسلہ بوزنیا نے ان کا مزید تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ ان کے والد صاحب مرحوم ذکر کیا کرتے تھے کہ جب وہ چھوٹے تھے تو کسی عالم نے ان کو کہا تھا کہ جب مسلمانوں میں اتحاد ختم ہو جائے گا اور ہر طرف سے مسلمانوں کو شکست ہوگی تب اس دور میں امام مہدی کا ظہور ہوگا اور اس کی جماعت کا پیغام اس ملک میں بھی پہنچے گا اور مولوی اس کی سخت مخالفت کریں گے۔ لیکن آخر کار یہ جماعت ہی غالب آئے گی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: انشاء اللہ۔ نیز فرمایا کہ یہ باتیں تو اسد صاحب کے لئے نشان ہیں اب تو ان کو

احمدیت قبول کر لینی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا: جیسے والد صاحب نے کہا تھا ویسے ہی حالات ہو گئے ہیں اور اب تو ماننے کے سوا کوئی گنجائش نہیں رہی۔

آخر پر اس وفد نے عرض کیا کہ حضور! ہمارے لئے دعا کریں کہ ہم خدا سے راضی ہوں اور خدا ہمارے ساتھ راضی ہو۔ اس پر حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ آپ کو ایمان و اخلاص میں بڑھاتا چلا جائے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بوزنیا کے پہلے وقف نو بوزنین بچے عزیزم شعیب حاجی بولیچ کو ازراہ شفقت اپنے پاس بلایا اور تحفہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد تمام مرد احباب نے اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور وفد کے تمام ممبران نے مختلف گروپس اور فیملیز کی صورت میں اپنے آقا کے ساتھ باری باری تصاویر بنوائیں۔

بوزنیا کے وفد کی حضور انور کے ساتھ یہ ملاقات سوا گیارہ بجے تک جاری رہی۔

مالٹا کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

گیارہ بجکر بیس منٹ پر ملک مالٹا (Malta) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

❁...... **وفد کے ایک ممبر مارک مونتے بیلو (Mark Montebello) صاحب نے بتایا کہ** وہ ایک عیسائی پادری ہیں اور یونیورسٹی آف مالٹا میں فلاسفی پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مقامی اخبارات میں مضامین بھی لکھتے ہیں اور مالٹا میں ایک نقاد پادری کے طور پر بھی جانے جاتے ہیں۔ چرچ کی بعض پالیسیوں پر بھی آزادانہ رائے پیش کرتے رہتے ہیں اور چرچ کی بعض پالیسیوں سے اختلاف بھی رکھتے ہیں اور ان کا اظہار بھی میڈیا وغیرہ پر کرتے رہتے ہیں۔

موصوف نے بتایا کہ جلسہ سے بہت متاثر ہوا ہوں اور جلسہ پر آنے سے پہلے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل'' (Islam's Respons to Contemporary issues) کا مطالعہ بھی کیا۔ جلسہ پر بھی میں نے ''مسیح ہندوستان میں'' اور "Christanity - a journey from Facts to Fiction" مطالعہ کے لئے حاصل کیں اور اس کا مطالعہ بھی کیا۔

انہوں نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس جلسہ میں شمولیت سے ہمارے جماعت سے متعلق مثبت تاثرات میں مزید اضافہ ہوا ہے اور اب ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک نہایت امن پسند جماعت ہے اور جماعت کے امام (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی امن کے قیام کے لئے خدمات قابل قدر ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مالٹا میں مسلمانوں کی ایک مسجد ہے اور اس کے امام 35 سال سے مالٹا میں رہ رہے ہیں لیکن اگر ان کی جگہ پر کوئی نیا امام مقرر ہو تو ہمیں خطرہ ہوگا کہ وہ کہیں امن کے خلاف اور مالٹا کے خلاف کوئی اقدامات کر سکتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ سے ہمیں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا اور ہمیں یقین ہے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہمیشہ امن و سلامتی کی بات ہوگی اور ہمیشہ مالٹا کے مفاد میں بات ہوگی اور ہمیں جماعت احمدیہ سے کوئی threat محسوس نہیں ہوتا۔

جلسہ کے دوران انہوں نے جماعتی بک سٹال، ہیومینٹی فرسٹ کا سٹال اور بازار بھی دیکھا۔ بازار میں انہوں نے پوچھا کہ اس انگوٹھی پر کیا لکھا ہوا ہے؟ جب مبلغ سلسلہ نے انہیں بتایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے اور پھر اس کا مطلب اور اس الہام کا پس منظر بھی بیان کیا تو انہوں نے وہاں سے الیس اللّٰہ بکاف عبدہ کی ایک انگوٹھی خرید لی اور پھر بار بار اسے دیکھتے اور اس کا ترجمہ پڑھتے اور کہتے واہ کیا ہی خوبصورت عبارت ہے، بہت عظمتوں والے کلمات ہیں۔

یہ جب حضور انور سے ملاقات کے لئے آرہے تھے تو بڑے پریشان اور بے چین تھے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے متعلق ایک خاص رعب ان پر تھا۔ بار بار ادھر ادھر پھر رہے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ کیا ملاقات ہونی ہے۔ تاہم جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے باہر آئے تو وہ بڑے خوش اور مطمئن تھے اور کہنے لگے اب میں relax ہوں اور حضور انور سے ملاقات کر کے بڑا مزہ آیا، آپ یقیناً ایک نہایت عظیم شخصیت کے مالک ہیں۔

❁...... **مالٹا سے آنے والے دوسرے مہمان مائیکل گریک (Michael Grech) صاحب تھے۔** مائیکل گریک صاحب یونیورسٹی آف مالٹا اور جونیئر کالج میں فلاسفی کے لیکچرار ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مالٹا کے مشہور انگریزی اخبار دی ٹائمز میں آرٹیکلز بھی لکھتے ہیں۔

یہ بھی جلسہ پر آکر بہت خوش تھے۔ باوجودیکہ مالٹا ایک رومن کیتھولک ملک ہے اور لوگ اپنے نظریات اور اعتقادات میں بہت سخت ہیں اور دوسرے مذاہب حتیٰ کہ عیسائیت کے بعض دوسرے فرقوں کے بارے میں بھی سخت خیالات رکھتے ہیں۔ مگر جلسہ سالانہ پر آنے کے بعد ان کے خیالات میں ایک نہایت مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک جگہ پر جمع ہونا اور لوگوں کے جلسہ گاہ کے ساتھ منسلکہ بڑے ہال میں قیام کرنا اور بعضوں کا خیمہ جات میں قیام کرنا ایک نہایت خوشکن تجربہ ہے اور اس بات نے مجھے بہت متاثر کیا ہے کہ کس طرح لوگ جلسہ سے استفادہ کرنے کے لئے تین دن کے لئے یہاں پر قیام کرتے ہیں۔

ایک دن کھانے کے موقع پر کہنے لگے جب مختلف مذاہب اور اعتقادات کے لوگ ایک جگہ پر اکٹھے کھانا کھا سکتے ہیں تو اجتماعی مفاد کے لئے ایک جگہ پر جمع بھی ہوا جا سکتا ہے۔ نیز احمدی احباب کا یہ طرزِ عمل اس بات کا شاہد ہے کہ ہمیں احمدیوں سے کوئی خطرہ نہیں۔ کیا ایک ہی جگہ پر اتنی محبت سے کھانا کھانے والے دوسرے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور جماعت احمدیہ اس محبت و اخوت کا عملی اظہار کرتی ہے۔

کہنے لگے وطن سے محبت اور اس سے وفاداری سے متعلق آپ کے قول و فعل کے بعد میری خواہش ہے کہ آپ کو مالٹا کا 'قومی اعزاز' دیا جائے۔ کہنے لگے آپ تو بہت سارے مالٹی لوگوں سے بھی زیادہ patriotic ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے دوران اس بات کا ذکر ہوا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ حب الوطنی مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کے موقع پر ان دونوں مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ مختلف موضوعات پر بات کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ مالٹا کے اخبارات میں مضامین اور اسلام سے متعلق مبلغ سلسلہ کے لیکچرز سے آپ اسلام کی حقیقی تعلیم سے واقف ہونگے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسلام ایک نہایت امن پسند مذہب ہے اور دہشتگردی اور قتل و غارت گری سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

مہمانوں نے حضور انور سے استفسار کیا کہ حضور کبھی مالٹا آئے ہیں؟ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ ابھی تک آیا تو نہیں مگر میری خواہش ہے کہ مالٹا بھی ضرور آؤں۔ پھر حضور انور نے پوچھا کہ مالٹا کا کونسا موسم اچھا ہے؟ تو مہمانوں نے بتایا کہ مالٹا کا موسم معتدل رہتا ہے گرمیوں میں درجہ حرارت 37 ڈگری تک چلا جاتا ہے تاہم فروری سے اپریل کا موسم نہایت معتدل اور خوشگوار ہوتا ہے۔

مہمانوں نے حضور انور سے شام اور اسرائیل کے حوالہ سے بھی سوالات کئے۔ اور یہ بھی کہ ویٹیکن کے ساتھ جماعت کے کیسے تعلقات ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی باقاعدہ آفیشل تعلق اور روابط تو نہیں ہیں تاہم کچھ عرصہ قبل میں نے مختلف ممالک کے سربراہان کو دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے خطوط لکھے تھے۔ سعودی عرب کے بادشاہ، اسرائیل کے صدر، برطانوی وزیراعظم، امریکہ کے صدر، کینیڈا کے وزیراعظم، فرانس کے وزیراعظم، جرمنی کے چانسلر، ایران کے صدر، چائنا کے صدر سب کو یہ خطوط ملے ہیں۔ جواب کم کی طرف سے آیا ہے۔ اوبامہ کی طرف سے پیغام ملا تھا کہ اس کا جواب دینا بڑا مشکل لگ رہا ہے۔ اسی طرح گزشتہ پوپ بینیڈکٹ کو بھی خط لکھا تھا کہ وہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر دنیا کو تیسری جنگ عظیم سے بچانے کیلئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں تا کہ دنیا اس تباہی سے بچ سکے۔ مگر اس خط کا کوئی جواب انہوں نے نہیں دیا یہاں تک کہ اس کو acknowledge ہی نہیں کیا۔ جبکہ یہ خط ہماری جماعت کے ایک ملک کے امیر نے ان کے ہاتھ میں دیا تھا۔ جس پر دونوں مہمان کہنے لگے یہ تو درست نہیں ہے جواب تو دینا چاہئے تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسائیت مذاہب میں ایک بڑا ریلیجس گروپ ہے اور اپنا ایک انٹرنیشنل لیڈر رکھتا ہے جو کہ پوپ ہے۔ پوپ مسیح کے خلیفوں کی طرح ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دونوں مہمانوں سے فرمایا کہ ہماری جماعت کا اصل تعارف مالٹا میں تب ہوگا جب ہماری مسجد بنے گی۔ معلوم نہیں مالٹا میں لوگ اس معاملہ میں کتنا کھلا ذہن رکھتے ہیں۔ جس پر انہوں نے کہا کہ ہماری طرف سے تو اس کا خیر مقدم ہونا چاہئے تاہم سیاسی طور پر اس کا کیا ردعمل سامنے آتا ہے اس سے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ مالٹا میں نئی حکومت ہے اور وہ تنگ نظر نہیں رکھتی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ امید ہے کہ حکومت اس معاملہ پر تعاون کر سکتی ہے۔

مالٹا سے آئے ہوئے مہمان اپنے ساتھ مالٹا کے نقشہ پر مشتمل ایک تحفہ بھی لائے تھے جو انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا۔

دونوں مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنانے کا شرف بھی حاصل کیا۔

دونوں مہمان جلسہ کے حسن انتظام، جماعت کی مہمان نوازی، محبت و بھائی چارہ کے ماحول اور کارکنان کے بے لوث خدمت کے جذبے سے بہت متاثر ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں ہمارے کنونشن میں 31 ہزار سے زائد لوگ بغیر کسی مشکل کے ایک چھت کے نیچے تھے۔ لیکن یوکے میں جو جلسہ ہوتا ہے وہاں بھی قریباً اتنی ہی تعداد ہوتی ہے۔ لیکن وہاں کوئی تعمیر شدہ ہال نہیں ہوتا۔ جماعت کی اپنی زمین ہے۔ بغیر تعمیر کے ایک وسیع و عریض قطعہ زمین ہے۔ وہاں ہم ایک عارضی شہر بساتے ہیں اور عارضی انتظام کرتے ہیں۔ تین دن کیلئے ایک village بناتے ہیں۔ 30 ہزار لوگ وہاں بھی آتے ہیں جن کو عارضی مارکیز، شامیانوں اور خیموں کے ذریعہ تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ آپ وہاں آئیں تو آپ ایک نیا تجربہ دیکھیں گے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دونوں مہمانوں کو اپنی کتاب World Crisis and Pathway to Peace بھی عطا فرمائی جس پر مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اس کتاب پر کچھ لکھنے کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کتب پر مختصر پیغام اور اپنے دستخط فرمائے۔

مالٹا کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات گیارہ بجکر 45 منٹ تک جاری رہی۔

اسٹونیا کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

اس کے بعد 11 بجکر 55 منٹ پر ملک اسٹونیا (Estonia) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

❁...... **وفد کے ایک ممبر رائنر کین (Rainer Kiin)** نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ایک عظیم تقریب تھی۔ اتنے لوگ اور کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا بلکہ اتنی زیادہ تعداد میں لوگوں نے اس تقریب میں شامل ہو کر اس جلسہ کو کامیاب بنایا۔ تمام افراد نے مل کر ایک دوستانہ ماحول بنا دیا تھا اور پورے جلسہ کا ماحول دل گرما دینے والا تھا۔ ہمارے لئے یہ جلسہ آنکھیں کھول دینے والا تھا۔ جو کچھ اسلام کے بارے میں ہم سنتے آئے ہیں یہاں اسلام کو اس سے بالکل مختلف پایا۔ کھانا جو پیش کیا گیا وہ نہایت عمدہ تھا اور کھانے کو پیش کرنے کا انداز بھی بہت خوب تھا۔ پورے جلسہ کے دوران ہمارے ساتھ نہایت عزت کا سلوک کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ دوستانہ ماحول اور باہمی محبت و پیار احمدیوں کے کردار کا حصہ ہے اور یہی کردار ہم ساری دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں کہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں۔ امن اور صلح سے رہیں۔ دوسروں کے حقوق نہ چھینیں بلکہ دوسروں کو ان کے حقوق دیں۔

❁...... **وفد کی ایک خاتون ممبر (Tairi Tuuliki) صاحبہ نے بتایا کہ** جلسہ سالانہ کے بارہ میں میرے خیالات بہت اچھے اور مثبت ہیں۔ یہ میرے لئے یقیناً ایک نہایت اچھا اور نیا تجربہ تھا اور کسی حد تک جذباتی بھی۔ ہر ایک انتظام نہایت عمدہ اور سلیقہ سے کیا گیا تھا۔ حفاظتی انتظامات بھی اچھے تھے۔ مستورات کی جلسہ گاہ میں ہر ایک نے نہایت پیار محبت اور اپنائیت کے ساتھ گلے لگایا۔ میں عموماً اس سلوک کی عادی نہیں تھی۔ اس لئے یہ سب میرے لئے بالکل نیا تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور نظم سنی۔ اس کا بہت مزہ آیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تلاوت میں ردھم (rhythm) ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ میں ردھم (rhythm) ہے۔ تو اس وجہ سے انسان اپنے دل میں اس کا اثر محسوس کرتا ہے۔

موصوفہ نے بتایا کہ حضور انور کے ساتھ ملاقات کے دوران اپنے اندر ایک عاجزی کی کیفیت محسوس کرتی رہی۔ حضور کی شخصیت نہایت دوستانہ اور عظیم تھی۔ اسی وجہ سے آپ کے ساتھ ملاقات کا تجربہ بہت خوشگوار رہا۔ اس جلسہ سے بہت سی خوشگوار یادیں لے کر میں اپنے ملک واپس جا رہی ہوں اور اس بات پر آپ کی ممنون ہوں کہ مجھے جلسہ میں شمولیت کا موقع ملا۔

وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اسٹونیا آنے کی دعوت دی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

قرآن کریم اور دیگر کتب کی نمائش کا ذکر ہونے پر

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ نمائش میں مختلف زبانوں کی بہت سی کتب تھیں۔ اب آئندہ سالوں میں آپ اسٹونیا زبان کی کتب بھی دیکھیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مبلغ اسٹونیا کو ہدایت فرمائی کہ کتب کے اسٹونین زبان میں تراجم کروائیں۔ قرآن کریم کا بھی ترجمہ کریں جو نوٹس کے ساتھ ہو۔ نوٹس سے مضمون سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر ترجمہ ہو چکا ہے تو نوٹس کے ساتھ دوبارہ کروائیں۔ قرآن کریم کے الفاظ کے معانی اگر صحیح طرح نہ سمجھے جائیں تو معانی بدل جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مسلم سکالرز صحیح طور پر قرآن کریم کا پیغام نہیں پہنچا سکتے۔ دوسرے معانی لے کر غلط پیغام لے لیتے ہیں۔ جو عربی زبان جانتا ہے اور اسٹونین زبان جانتا ہے وہ اچھا ترجمہ کرسکتا ہے یا دونوں زبانوں کے ماہر آپس میں مل کر کر سکتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اسٹونیا میں جو پڑھے لکھے لوگ ہیں ان سب کو وہاں World Crisis and Pathway to Peace کتاب دیں۔

وفد نے بتایا کہ یورپین پارلیمنٹ میں جو پارلیمنٹ اور فرینڈز گروپ میں شامل ہیں ان میں اسٹونیا کے بھی ایک ممبر ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے۔ ان سے میری ملاقات ہو چکی ہے۔ انہوں نے اپنے ایڈریس میں کہا تھا کہ اسٹونیا میں احمدیہ مسجد بنے گی۔

حضورانور نے مبلغ اسٹونیا کو ہدایت فرمائی کہ یہاں لوگوں کو وقفِ عارضی پر جانا چاہئے۔ رخصتوں میں جامعہ جرمنی کے بعض طلباء کو بھی وقفِ عارضی پر بھجوانا چاہئے۔

❁...... **سرگئی چرکن (Serei Churkin) صاحب بھی اس وفد کا حصہ تھے۔** انہوں نے بتایا کہ ان کا جلسہ سالانہ میں شمولیت کا یہ دوسرا موقع ہے۔ اس دفعہ بھی جلسہ سے بہت سی خوشگوار یادیں لے کر جا رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ میں پڑھی جانے والی مسحور کن نظموں نے ایک روحانی سماں باندھ دیا تھا۔ خاص طور پر قرآن مجید کی تلاوت دل میں جوش پیدا کرنے والی تھی۔ اسی طرح نمازوں اور دعاؤں کا یہ انداز کہ ہزاروں لوگوں کی ایک ساتھ اس میں شمولیت ایک منفرد ماحول پیدا کرتی تھی۔ جلسہ انتظامی لحاظ سے بہت اعلیٰ تھا۔ رہائش اور کھانے کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ ہم کارکنان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے یہ سب ممکن بنایا۔ حضور کے ساتھ ملاقات مسحور کن اور بہت حوصلہ افزا تھی۔ خاص طور پر جب حضور نے بالٹک ممالک کیلئے ارشاد فرمایا کہ ان ممالک کیلئے آپ ایک خاص پروگرام کے تحت جامعہ احمدیہ میں پڑھنے والے طلباء کو ان ممالک میں رہنے والوں لوگوں کی اصلاح اور تربیت کیلئے بھیجتے رہیں گے تاکہ ان کا اسلام اور احمدیت کے ساتھ رابطہ بڑھے۔

ملاقات کے آخر پر مبلغ سلسلہ اسٹونیا نے عرض کیا کہ یہ سب احباب ملاقات سے قبل ڈر رہے تھے کہ معلوم نہیں کیا ہوگا۔ کس طرح ملاقات ہوگی۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ ہوتا ہے۔ قدرتی بات ہے۔ ایک دوسرے سے مل کر خیالات کا تبادلہ کر کے بات واضح ہوتی ہے۔ ہم تو دوستی رکھنے والے اور دوستی نبھانے والے لوگ ہیں۔ آپ نے یہاں دیکھ بھی لیا ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب ہم اسٹونیا میں مسجد بنائیں گے تو لوگ جانیں گے کہ صحیح اسلام کیا ہے۔ اب تو وہ لوگ اس اسلام کو جانتے ہیں جو دوسروں نے پیش کیا ہوا ہے۔ غلط تعلیمات پیش کی ہوئی ہیں اور جو اسلام پیش کیا جا رہا ہے اس میں ویسٹرن انٹریسٹ بھی شامل ہے۔

ملاقات کے آخر پر وفد کے ممبران نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ اسٹونیا کے وفد کی یہ ملاقات سوا بارہ بجے تک جاری رہی۔

آئس لینڈ کے وفد کی حضورانور سے ملاقات

اس کے بعد بارہ بج کر بیس منٹ پر ملک آئس لینڈ (Ice Land) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ آئس لینڈ سے تین افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔

وفد میں آنے والے **ایک زیر تبلیغ مہمان Gunnar Jonnson صاحب نے بتایا** کہ جلسہ سالانہ کا انتظام بہت منظّم تھا۔ بہت زیادہ لوگ تھے۔ 31337 حاضری تھی۔ سبھی لوگ بہت خوش تھے۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا۔ راستوں پر کوئی گند نہیں تھا۔ ہر جگہ صفائی تھی۔ کوئی پولیس مَین بھی نہیں تھا، ہر طرف امن اور سکون تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں آج تک جو بڑے اجتماعات دیکھے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ اچھا اور منظّم تھا۔

صدر جماعت آئس لینڈ ڈاکٹر عبدالشکور اسلم صاحب نے بتایا کہ اس دوست نے گیارہ پارے ناظرہ پڑھ لئے ہیں۔ یہ روزانہ پہلے تین مرتبہ کلمہ پڑھتے ہیں پھر قرآن کریم ناظرہ اور پھر اس کا ترجمہ پڑھتے ہیں اور پھر درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ ان کو زبانی یاد ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ ذہین آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جب بات کرتا ہے تو الہام کے ذریعہ، خواب کے ذریعہ پیغام ملتا ہے۔ آپ تو احمدیت کی سچائی کے بارہ میں خوابیں بھی دیکھ چکے ہیں۔

تیسری جنگ عظیم اور امن کے حوالہ سے بات ہونے پر حضورانور نے فرمایا کہ مالٹا سے آنے والے وفد میں ایک کیتھولک پادری بھی آئے تھے ان سے بات ہو رہی تھی کہ میں نے مختلف ممالک کے صدران اور سربراہان اعظم کو خطوط لکھے تھے اور پوپ کو بھی خط لکھا تھا کہ امن کے قیام کے حوالہ سے اپنا رول ادا کریں۔ لیکن پوپ نے خط کا جواب نہیں دیا اور acknowledge بھی نہیں کیا تو اس پر وہ پادری بڑا حیران ہوا تھا کہ یہ کس طرح ہوا ہے کہ کوئی جواب ہی نہیں دیا یہ تو عام اخلاق ہیں، کم از کم acknowledge تو ہونی چاہئے تھی۔

صدر صاحب آئس لینڈ نے عرض کیا کہ اس زیر تبلیغ دوست نے اپنے گھر میں نماز باجماعت کے لئے ایک کمرہ دیا ہوا ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا میری یہ دعا ہے کہ آئس لینڈ کے باشندے سچائی کو پہچانیں اور خدا پر یقین رکھیں اور جو لوگ اسلام کی سچائی پر یقین رکھتے ہیں میری دعا ہے کہ وہ جلد اس جگہ کو بھر دیں جو نماز کے لئے دی گئی ہے۔

حضورانور نے فرمایا: ہر ملک کا کانسٹی ٹیوشن مذہب کو آزادی دیتا ہے لیکن بعض ملک ایسے ہیں کہ وہ اس کا احترام نہیں کرتے جیسا کہ پاکستان میں ہے۔

آخر پر حضور انور نے موصوف مہمان کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو یہاں دوسری دفعہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ آپ تو ہمارے مشنری کی طرح ہیں۔ مہمان نے حضورانور کو آئس لینڈ آنے کی دعوت دی اور کہا کہ حضور وہاں ہمارے ٹاؤن میں آئیں۔ اس پر حضورانور نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ وہاں جلد آؤں۔ مہمان نے عرض کیا کہ جب حضورانور وہاں آئیں گے تو ہم حضور کا بھرپور استقبال کریں گے۔

آئس لینڈ سے آنے والے وفد کی حضورانور سے یہ ملاقات بارہ بج کر 45 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ مبلغ سلسلہ آئس لینڈ مکرم منصور احمد ملک صاحب بھی اس وفد میں شامل تھے۔

لیتھوانیا کے وفد کی حضورانور سے ملاقات

بعد ازاں پروگرام کے مطابق ملک لیتھوانیا (Lithuania) سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کرنے والے وفد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔

❁...... **لیتھوانیا سے جرمن زبان کے ایک استاد کارل ہائینز آئے تھے۔ موصوف نے بتایا** کہ وہ چار سال سے لیتھوانیا میں ہیں اور وہاں پڑھا رہے ہیں۔ جلسہ کے بارہ میں اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا: میں جلسہ کے انتظامات سے بہت متأثر ہوا ہوں اور بہت خوش ہوں کہ پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کا اتنا تفصیلی اور اچھا تعارف ہوا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ جلسہ سے قبل اسلام کے بارہ میں میرے منفی خیالات تھے جو کہ مکمل طور پر بدل گئے ہیں۔ میں نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ مذاہب کے مابین بہت ساری باتیں مشترک ہیں مثلاً خدا کا تصوّر، خدا کی رحمتیں وغیرہ۔ جماعت احمدیہ کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' بہت اچھا لگا ہے۔ مجھے لوگوں کی طرف سے بہت ہی محبت ملی، ہر طرف پیار ہی پیار تھا۔ خدا ہی خدا تھا۔ بھائی چارا تھا۔

موصوف نے عرض کیا کہ ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ لوگ تالیاں نہیں مارتے بلکہ نعرے لگاتے ہیں۔ لوگ بہت تعاون کرنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔ بار بار پوچھتے تھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد کہنے لگے کہ حضورانور سے ملنا میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ حضورانور بہت دوستانہ اور نہایت اعلیٰ طبیعت اور کھلے ذہن کے مالک اور ہنس مکھ ہیں۔ میرے ذہن میں ایک الجھن تھی کہ لوگ تالیوں کی بجائے نعرے کیوں لگا رہے ہیں۔ اِس الجھن کا نہایت تسلّی بخش جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ تالیاں خوشی کے اظہار کے لئے ضرور ہیں مگر نعروں میں خوشی کا اظہار بھی ہے اور خدا کی حمد و ثنا بھی بیان کی جاتی ہے۔

زبان کے حوالہ سے بات ہوئی تو موصوف نے عرض کیا کہ لیتھوانین زبان کا انڈین سنسکرت زبان سے ملاپ ہے۔ اس پر حضورانور نے فرمایا: ہمارا عقیدہ ہے کہ سب زبانیں عربی زبان سے نکلی ہیں اور ان کا رُوٹ عربی میں جاتا ہے۔

لیتھوانیا کے وفد کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات ایک بجے تک جاری رہی۔

ہنگری کے وفد کی حضورانور سے ملاقات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق ملک ہنگری (hungary) سے آنے والے وفد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ہنگری سے امسال 10/افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کیلئے آیا تھا۔

❁...... **وفد کے ایک ممبر Suresh Chaudhary صاحب تھے۔** موصوف "Panorama Vilagklub India Tarsklub" کے سربراہ ہیں اور بزنس کرتے ہیں۔ **انہوں نے بتایا** کہ وہ ایک لمبے عرصہ سے ہنگری میں مقیم تھے۔ چند سال قبل ہنگری کے معاشی حالات خراب ہونے پر واپس بھارت چلے گئے۔ پھر دنیا کے دیگر ممالک بشمول امریکہ سے پھرتے پھراتے واپس ہنگری آ گئے۔ بھارتی شہریوں کی ایک سوسائٹی واقع بداپسٹ ہنگری کے سرگرم رکن تھے۔ اب سربراہ بنا دیئے گئے ہیں۔ ایک احمدی دوست کے توسط سے ان سے رابطہ ہوا اور امسال جلسہ پر آنے کا موقع ملا۔

موصوف نے بتایا کہ میں نے بڑی دلچسپی سے سارے پروگرام دیکھے۔ خصوصاً حضورانور کے خطابات بڑے شوق سے سنے۔ حضورانور کی شخصیت سے خاص متأثر ہوا ہوں۔ دن کو جلسہ میں شامل ہوتا اور رات کو ہوٹل واپس جا کر انٹرنیٹ پر جماعت کے متعلق مواد تلاش کر کے پڑھتا رہتا۔ انڈیا میں اپنے رشتہ داروں کو ساری روئیداد بتاتا رہتا کہ جلسہ میں کیا کیا دیکھا ہے۔

موصوف نے کہا کہ اتنے بڑے منظّم، پُرامن مسلم اجتماع میں شرکت کا پہلا موقع تھا جو میرے لئے خاص متأثر کن تھا۔ خاص کر یورپین مختلف اقوام کا ایک چھت کے نیچے مل بیٹھ کر بڑے دوستانہ ماحول بلکہ ایک فیملی کے ماحول میں مختلف پروگراموں میں حصہ لینا میرے لئے خاص کر حیران کُن امر تھا۔ جماعت کی مہمان نوازی نے بہت اثر کیا۔ جلسہ گاہ میں بچوں کا پانی پلانا میرے لئے دل کو چھو لینے والا لمحہ تھا۔

احمدیوں کی حضور سے محبت نے بھی خاص اثر کیا۔ کہنے لگے جو پرانے لوگوں کی باتیں ہیں کہ وہ بہت بڑے ریفارم کر گئے۔ آپ لوگ وہی عظیم مقصد حاصل کر رہے ہیں۔ حضورانور حقیقتاً ایک بہت بڑے ریفارمر ہیں۔

موصوف نے کہا میرے لئے یہاں کی حسین یادیں ایک سرمایہ ہیں۔ میں اپنے عزیزوں اور ملنے والوں کو یہاں کی باتیں ضرور بتاؤں گا۔ بلکہ بہت کچھ تو میں انڈیا میں اپنے عزیزوں کو بتا بھی چکا ہوں۔ ہنگری میں اگر کوئی اسلام کے بارے میں کہے گا تو میں بتاؤں گا کہ صرف میڈیا کی باتوں پر نہ جاؤ میں خود سب کچھ دیکھ آیا ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے سچا اسلام دیکھا ہے اور محبت پیار اور بھائی چارا دیکھا ہے۔ ایک بالکل اور ہی ماحول تھا۔

حضورانور نے دورانِ ملاقات فرمایا کہ یہ وہی سچا اسلام ہے جو ہم دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ آپ نے جو دیکھا ہے اس کو آگے بھی پھیلائیں۔ پچاس سے زائد قوموں کے لوگ اس جلسہ میں شامل تھے۔ سب ایک ہی رنگ میں رنگین تھے۔

❁...... **وفد کی ایک خاتون ممبر Dorottya Milkos صاحبہ** نے بتایا کہ اُس نے رشیا سے ماسٹرز کی ڈگری کرنے کے بعد ہنگری اپنے وطن میں ٹیچر کے طور پر کام کا آغاز کیا مگر اساتذہ کے کم مشاہرے اور دوسرے مسائل کے باعث انٹرنیشنل کمپنی DHL میں Co-ordinator کے طور پر کام شروع کیا۔ اپنی مادری زبان ہنگرین کے علاوہ رشین اور انگریزی پر بھی عبور رکھتی ہیں۔ جلسہ پر جانے سے سخت گھبرا رہی تھیں۔ والدین اور بھائی نے بھی جانے کی سخت مخالفت کی۔ بڑی مشکل سے ایک سہیلی کے ہمراہ جانے پر راضی ہوئی۔ چنانچہ اپنی دوست کے ساتھ آنے کا پروگرام بنایا۔ عین وقت پر اسی دوست نے معذرت کر لی۔ یہ لمحہ میرے لئے خاصا پریشان کن تھا۔ بہرحال خدا کے فضل سے Dorottya Milkos صاحبہ ثابت قدم رہیں اور جلسہ پر آ گئیں۔ کہنے لگیں کہ جلسہ کے دوسرے دن لجنہ کی مارکی میں حضور کا خطاب سننے کے لئے گئی تو وہاں دیکھا کہ سب بہنوں کی طرح پیش آ رہی

تھیں۔ ہر ایک محبت و پیار سے مل رہا ہے۔

موصوفہ حضور انور سے ملاقات کیلئے ہنگری سے ہاتھ کا بنا ہوا ایک souvenir ساتھ لے کر آئی تھیں۔ نیز جلسہ کے لئے ایک سکارف اور قدرے لمبی قمیص بھی خریدی اور السلام علیکم کہنے کی مشق بھی کی۔

دوران ملاقات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کیا آپ کو یقین تھا کہ مجھ سے ملاقات ہوگی؟ کہنے لگیں کہ مجھے یقین تھا۔ اسی لئے یہ تحفہ آپ کے لئے لے کر آئی ہوں۔

حضور انور سے کہنے لگیں کہ میڈیا پر اسلام کے بارہ میں جو کچھ بتایا جاتا ہے یہ سب کچھ اس سے بالکل مختلف ہے۔ اور اسلام کی ایک واضح خوبصورت تصویر دکھانے پر میں آپ سب کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرے بہت سے سوالات تھے جن کے جوابات مجھے اس جلسہ میں مل گئے ہیں۔ یہ جلسہ میرے لئے ایک روحانی تجربہ تھا اور بہت زیادہ آرگنائزڈ تھا۔

حضور انور نے فرمایا آپ نے اسلام کی صحیح تصویر دیکھی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کی غلط فہمیاں جلسہ نے دور کر دی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت کا کردار ہر جگہ ایک جیسا ہے۔ خواہ وہ یورپین ہوں، پاکستانی ہوں، انڈین، افریقن یا پھر امریکن ہوں ہر جگہ ایک ہی کردار اور behaviour ہے۔ یہاں جلسہ کے موقع پر پچاس سے زائد nationalities کے لوگ موجود تھے۔ سب کا کردار ایک جیسا تھا۔ یہ سب اسلام کی اُس سچی تعلیم کی وجہ سے ہے جو کمیونٹی کے ممبران کو دی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوفہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ آپ کو پکا اور باعمل احمدی بنائے۔ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کی کوشش کریں۔ قرآن کریم پڑھیں۔ اگر عربی ٹیکسٹ پڑھنا نہیں آتا تو عربی ٹیکسٹ (text) پڑھنا سیکھیں اور فی الحال ترجمہ پڑھیں اور اس کے معانی سمجھیں۔ ترجمہ کا جو بھی ورشن (version) موجود ہے وہ پڑھیں۔ اگر سمجھ نہ آئے تو اپنے مبلغ سے پوچھیں۔ بعض دفعہ جو دوسرے تراجم ہیں ان میں الفاظ کا ترجمہ پوری طرح صحیح حق ادا نہیں کرتا اور بعض دفعہ ترجمہ الفاظ کے اصل اور حقیقی معنوں سے ہٹ کر ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مبلغ سلسلہ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اسے جلدی مکمل کریں۔**

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں ہنگیرین زبان میں تراجم اب جلد کرنے پڑیں گے۔

وفد کے ایک ممبر Kiss Nandor صاحب تھے جو ہنگری کے دارالحکومت بداپسٹ کے قریب واقع ایک چھوٹے شہر Godollo میں قائم ایک یونیورسٹی میں ٹیکنیکل انجینئرنگ کے طالب علم ہیں۔ دو سال قبل ان کے بڑے بھائی Kiss Zoltan صاحب جلسہ پر آئے تھے۔

ہنگری کے مبلغ سلسلہ مکرم عطاء الوحید صاحب نے بتایا کہ احمدیت اور جلسہ کے بارہ میں موصوف نے اپنے بڑے بھائی سے سن رکھا تھا اور خواہش بھی رکھتے تھے کہ خود دیکھیں۔ امسال خاکسار نے ان کو دعوت دی تو بخوشی چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔

❁...... موصوف نے بتایا کہ وہ جلسے کے اکثر پروگراموں میں شامل ہوئے اور حضور انور کے خطابات خاص اہتمام سے سنے۔ اسلام کے بارہ میں تفصیلی تعارف حاصل ہوا۔ جلسہ کی مہمان نوازی سے بہت خوش ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جلسہ کا ماحول انتہائی غیر معمولی ماحول تھا۔ جلسہ کے انتظام نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔

❁...... **وفد کے ایک ممبر Mirgray Adam صاحب تھے** جو ہنگری اور سربیا کے بارڈر پر واقع ایک شہر Szeged جو کہ دارالحکومت سے تقریباً دو سو کلومیٹر دور ہے، کے رہائشی ہیں۔ چند سال قبل یہ مسلمان ہو گئے۔ ہمارے ایک احمدی دوست سلیمان صاحب آف موریطانیہ کے توسط سے ان سے رابطہ قائم ہوا۔ جب ان کو جماعت کا تعارف کروایا گیا تو جماعت کو قریب سے دیکھنے کے اشتیاق میں جلسہ کی دعوت قبول کر لی اور جلسہ جرمنی میں شامل ہونے کے لئے آئے۔

موصوف نے بتایا کہ میں جلسہ کے کافی پروگراموں شامل ہوا ہوں۔ مجھ پر حضور انور کے خطابات اور جلسہ کے پروگراموں کا گہرا اثر ہوا ہے۔

مبلغ سلسلہ نے ان کے بارہ میں بتایا کہ جلسہ کے دوسرے ہی دن جماعت میں شمولیت کے بارہ میں دریافت کرنے لگے۔ خاکسار نے ان کو بنیادی ضروری معلومات دیں۔ نیز شرائط بیعت اور خلافت کی اطاعت کے بارہ میں بتایا۔ نیز ان کو بیعت فارم مہیا کیا۔ جلسہ کے تیسرے دن بہت شدت سے بیعت فارم قبول کرنے پر اصرار کرتے رہے۔

کہتے ہیں کہ خاکسار کو علم نہیں تھا کہ آج مردوں کے ہال میں حضور انور نو مبایعین سے بیعت لینے والے ہیں۔ جس وقت آدام صاحب بیعت کا کہہ رہے تھے اس وقت مین ہال میں تقریب بیعت کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مہمانوں کے کھانے کے ہال میں کسی نے ذکر کیا کہ بیعت کے لئے چلیں۔ بس پھر تو ان کی خوشی دیدنی تھی۔ کہنے لگے میں دل سے احمدی ہوں۔

الحمدللہ جلسہ کے تیسرے دن بیعت کر کے سلسلہ حقہ اسلامیہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

ملاقات کے دوران جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ احمدی کیوں ہوئے ہیں؟ یا کیا چیز دیکھ کر احمدی ہوئے ہیں تو کہنے لگے کہ جب میں نے جلسہ میں جماعت کو دیکھا اور جمعہ پڑھا تو میرے دل نے کہا کہ مجھے یہاں ہونا چاہئے اور بس پھر میں نہ رک سکا۔ میرے پاس بیان کرنے کے لئے مزید الفاظ نہیں ہیں۔ یہ بیان کرتے ہوئے ان پر کپکپی کی کیفیت طاری تھی۔

❁...... **وفد کے ایک اور ممبر Shon Daniel صاحب تھے۔** موصوف Migray Adam صاحب کے عزیز ہیں۔ یہ بھی ہنگری اور سربیا کے بارڈر پر واقع شہر Szeged کے رہائشی ہیں۔ چند سال قبل انہوں نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ جب ان کو جماعت کا تعارف کروایا گیا تو جماعت کو قریب سے دیکھنے کے اشتیاق میں جلسہ میں شمولیت کے لئے آ گئے۔

انہوں نے بتایا کہ میں نے جلسہ کے تیسرے دن بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ الحمدللہ

حضور انور نے جب ان سے احمدیت کو قبول کرنے کی وجہ دریافت فرمائی تو کہنے لگے کہ چند سال قبل ایک دوست کے ساتھ مسلمانوں کے ایک نماز سینٹر میں بجلی کا کام ملا۔ کچھ عرصہ مسلمانوں کے قریب رہنے کی وجہ سے اسلام سے مانوس ہوا اور سُنّی مسلمان ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب دل کو سکون نہ ملا اور مسلمانوں کے اماموں کا رویہ دیکھا تو خاصّہ دلبرداشتہ ہوا۔ مگر سمجھ نہ آئی کہ اس کا کیا حل ہے؟ جماعت سے جلسہ میں تعارف کے بعد حقیقی اخوت اور آپس کے پیار محبت کے تعلق نے اثر کیا اور جماعت میں شمولیت اختیار کر لی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جس کی تلاش میں میں مسلمان ہوا تھا۔ میں نے زندگی میں پہلی دفعہ اتنے زیادہ لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی ہے۔ بہت اچھا تجربہ تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دونوں نومبایعین سے فرمایا کہ اب جو پیغام آپ کو ملا ہے اس کو خود بھی سیکھیں۔ جو بھی ہنگرین ترجمۃ القرآن مارکیٹ میں دستیاب ہے اس سے استفادہ کریں۔ براہِ راست عربی پڑھنی بھی سیکھیں اور ترجمہ بھی پڑھیں اور جس جگہ سمجھ نہ آئے اپنے مبلغ سے پوچھیں۔

نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر مبلغ سلسلہ کو ہدایت فرمائی کہ **ہنگرین زبان میں لٹریچر مہیا کرنے کے کام کو تیز کریں۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف بیعت کر لی اور جا کر بھول گئے تو یہ کافی نہیں۔ اپنے علم میں اضافہ کریں اور جو آپ نے دیکھا ہے اس کو جا کر اور لوگوں کو بھی بتائیں۔ تبھی بیعت کی حقیقی غرض پوری ہوگی۔

❁...... ہنگری سے آنے والے ایک احمدی نوجوان احمد عمر صاحب نے بتایا کہ ہنگری میں لمبا عرصہ کے بعد کیس پاس ہوا ہے اور پہلا سفر جلسہ میں شمولیت کی نیک غرض سے کیا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب وہیں رہیں اور جماعت بنائیں۔ اگر ملک چھوڑنا ہے اور کہیں اور جانا ہے تو دس بیعتیں کروا کر جائیں۔

اس پر موصوف نے کہا کہ میں ہنگری کے معاشی حالات کی وجہ سے تنگ آ کر جرمنی جا کر بسنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب حضور انور کے ارشاد کے بعد ساری پلاننگ ختم۔ اب تو فاقے بھی کرنے پڑے تب بھی ہنگری نہیں چھوڑوں گا۔

ایک اور احمدی نوجوان بھی ہنگری سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کے لئے آئے اور اس وفد کے ممبر تھے۔

ہنگری کے اس وفد کی حضور انور سے یہ ملاقات ایک بجکر پچیس منٹ پر ختم ہوئی۔ ملاقات کے آخر پر وفد کے تمام ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ باری باری تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

رشیا، تاجکستان اور قرغیزستان کے وفود کی حضور انور سے ملاقات

بعد ازاں رشیا، تاجکستان اور قرغیزستان سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری مہمانوں سے تعارف حاصل کیا۔

❁...... **آشیر علی صاحب صدر جماعت قاشغر (قرغیزستان)** نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری زندگی کا یہ پہلا موقع ہے کہ قرغیزستان سے نکل کر یورپ کے ملک جرمنی میں جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کی۔ دل میں وہ تمام تر خواہشات اور آنے کی جو غرض تھی، وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئیں۔ سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ 2007ء میں بیعت کے بعد سے لے کر اب تک مجھے جماعت کی مسجد میں نماز پڑھنے کا موقع نہیں مل سکا تھا جو کہ یہاں پہلی دفعہ مسجد کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی امامت میں نماز پڑھنے کی توفیق پائی۔ یہ میرے لئے بہت بڑی خوش قسمتی والی بات تھی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد بتایا کہ یہ میری زندگی کا ناقابلِ فراموش واقعہ ہے۔ حضور انور سے مصافحہ کا بھی شرف حاصل ہوا اور تصویر بنانے کا بھی موقع ملا۔ سب سے اہم بات یہ کہ حضور نے میری وہ تمام خواہشات جن کا میں نے حضور انور سے اظہار کیا، سب قبول فرمائیں۔

موصوف نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو پورا ہوتے دیکھ لیا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ ہم نے یہاں مساجد کا افتتاح دیکھا۔ حضور کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں۔

موصوف نے بتایا کہ ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر میری زندگی میں پہلی نماز تھی جو میں نے کسی باقاعدہ احمدیہ مسجد میں ادا کی۔

موصوف نے بتایا کہ قرغیزستان میں ہمارے لئے غیروں کی طرف سے کافی مشکلات ہیں۔ حضور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمارے لئے آسانیاں پیدا کرے۔

صدر صاحب نے بتایا کہ ان کے ذریعہ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو پچاس بیعتیں ہو چکی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ حکمت کے ساتھ اصحابِ کہف کی طرح کام کرتے رہیں۔

صدر صاحب نے بتایا کہ چائنا (China) اوئی غُر نسل سے ایک نوجوان آیا تھا۔ اس نے بھی بیعت کی ہے۔ اور جب ہم آرہے تھے تو اس نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی تھی۔ اسی طرح ایک صاحب طالب جان صاحب نے بیعت کی تھی ان کو والدین نے اور عزیزوں نے گھر سے نکال دیا تھا۔ اب وہ رشیا میں گزارہ کر رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

صدر صاحب نے بتایا کہ ہمارے اوش کے علاقہ میں وہاں کے مولویوں نے فتویٰ دیا ہے کہ احمدیوں کو اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا جائے گا تا کہ سب کے لئے عبرت کا نشان ہو۔ صدر صاحب نے بتایا کہ ایک لحاظ سے ہمیں اس فتویٰ پر دکھ اور تکلیف ہے اور دوسرا ہمیں یہ سکون اور اطمینان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ساتھ جو سلوک ہوتا تھا وہی آج ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کی اپنی جگہ کے حصول کے حوالہ سے ہدایات فرمائیں۔

موصوف کے ایک بیٹے جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیرِ تعلیم ہیں۔ اپنے اس بیٹے کے بارہ میں موصوف نے کہا کہ میں حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے قبول کیا۔ خدا اُسے علم بھی عطا کرے اور تقویٰ بھی عطا کرے۔

❁...... **ضمیر باخُماتُوْ Zamir Bakhmatov صاحب، صدر جماعت کاراکول، قرغیزستان** بھی اس وفد کے ممبر تھے۔ موصوف نے بتایا کہ جب سے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے اس وقت سے دل میں بہت ساری خواہشات اور تمناؤں نے جگہ لی ہوئی تھی۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خلیفۂ وقت سے ملاقات کا جب سوچتا تھا تو اپنے آپ کو یہ کہہ کر کہ یہ خواہشات کبھی پوری نہیں ہو سکتیں، خاموش ہو جاتا تھا۔ لیکن دوسری طرف خدا تعالیٰ کی ذات پر بہت زیادہ یقین بھی تھا اور دن رات ان خواہشات کے پورا ہونے کی دعا بھی کرتا تھا۔ آج اللہ

تعالیٰ نے میری وہ تمام خواہشات اور تمنائیں جن کو بڑی حسرت سے میں دل میں جگہ دیے ہوئے تھا، وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے خلیفہ کی دعاؤں کی وجہ سے پوری ہوئیں۔ مجھے خدا تعالیٰ کی ذات نے میری سوچ سے بھی بڑھ کر دیا اور معجزات دکھائے۔ کبھی کبھی تو مجھے خود کو یقین نہیں آتا کہ یہ حقیقت ہے یا پھر خواب۔ لیکن یہ روزِ روشن کی طرح ایک کھلی حقیقت ہے، جس کو میں چاہوں بھی تو نہیں جھٹلا سکتا کہ مجھ جیسے نالائق اور گنہگار کو خلیفہ وقت سے ملاقات کا بھی شرف حاصل ہوگا اور پھر ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنا بھی نصیب ہوگا۔ کبھی ان تمام چیزوں کو میں اخبارات و رسائل میں پڑھا اور ٹیلی ویژن پر دیکھا کرتا تھا، آج کے دن یہ سب اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اس وقت دل خدا تعالیٰ کی حمد و شکر سے لبریز تھا۔ اس جلسہ میں شمولیت کے بعد دل میں کوئی خواہش باقی نہیں رہی اور کئی سالوں سے میری بیوی، جو احمدی نہیں ہو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی دل کھولا اور اس نے بھی احمدیت کو قبول کر کے اس الٰہی جماعت میں شمولیت اختیار کر لی اور حضور انور کی شفقت و محبت سے بھی حصہ لیا۔ میرے پاس الفاظ نہیں جن سے میں اللہ تعالیٰ کا اور اس پیاری جماعت کا شکر ادا کرسکوں۔

❁...... **فضل جان صاحب، کاراکول قرغیزستان نے بتایا** کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے اور اس کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ حضور انور کی محبت اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے دل بیقرار تھا۔ لیکن حالات و واقعات کے ساتھ معاشی حالات اتنے بہتر نہیں تھے کہ میں جا سکتا۔ بہت دفعہ دل میں خواہش نے جنم لیا لیکن حالات بہتر نہ ہونے کی وجہ سے صرف خدا کے حضور دعا کر کے خاموش ہوجاتا اور یہ سلسلہ چھ سال تک چلتا رہا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشا اور خلیفہ وقت کی اجازت اور جماعت کی محبت میں اللہ تعالیٰ نے خاص اپنا فضل فرمایا اور مجھے یہ موقع ملا۔ یہاں کا روحانی ماحول اور دوستوں سے ملاقات اور ان کے ساتھ تعارف اور صدر صاحب Koblinz کا تعاون اور پھر مربی حسن طاہر بخاری صاحب کی بے پناہ محبت و تعاون ہم کبھی بھی بھول نہ پائیں گے۔

میرے دل میں حضور انور سے ملاقات کی ایک تڑپ تھی جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوئی اور حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جس سے تمام شکوک وشبہات دور ہوگئے اور پھر خلیفۂ وقت کے بہت قریب رہ کر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے میری ایمانی حالت کو اتنا مضبوط کر دیا کہ میری آنکھوں سے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

موصوف نے کہا کہ مجھے دو دفعہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج کرنے کا موقع بھی میسر آیا اور وہاں سے آبِ زمزم لانے کا بھی موقع ملا۔ میں نے گزشتہ اٹھارہ سال سے آبِ زمزم سنبھال کے رکھا ہوا تھا کہ جب بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی تو پیش کروں گا اور آج وہ میری خواہش پوری ہوئی۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرسکوں کہ مجھے خلیفۂ وقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ آبِ زمزم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیا۔

❁...... **اُرمت اسماعیلو Urmat Ismailov (کاراکول، قرغیزستان)** نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ میں 2011ء کے آخر پر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوا۔ اس وقت مجھے نماز بھی ٹھیک طرح سے پڑھنی نہیں آتی تھی اور پھر آہستہ آہستہ جماعت احمدیہ کا بھی تعارف حاصل کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ میں دین سے بے بہرہ اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے ایک تبلیغی جماعت کے ایک وفد کے ساتھ تبلیغ پر جانے کا موقع ملا۔ دین کو سیکھنے کی بڑی خواہش تھی۔ میں اسی خواہش میں ان کے ساتھ گیا کہ دین کا کچھ نہ کچھ علم سیکھ کر آؤں اور پھر اس میں ترقی کرتا رہوں گا۔ لیکن جب میں تین دن کے لئے تبلیغی جماعت کے ساتھ گیا تو وہاں پر سوائے ان لوگوں کو کھانا پکا کر اور برتن دھو کر دینے کے ایک لفظ بھی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہیں سُن سکا اور خالی ہاتھ واپس لوٹ آیا۔ مجھے اس بات کا بہت زیادہ صدمہ ہوا اور اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی۔ پھر مجھے صدر جماعت کاراکول، قرغیزستان ملے۔ ان کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو قبول کرنے کی توفیق ملی اور آج یہاں آکر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ایک وہ وقت تھا جب میں لوگوں کو کھانے پکا کر کھلاتا تھا اور برتن دھو دھو کر دیا کرتا تھا۔ آج وہ وقت ہے کہ جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد اللہ تعالیٰ کے یہ بندے اس خاکسار کے لئے برتن میں کھانا ڈالنے کے بعد پیش کرتے ہوئے نظر آئے۔ یہ میرے لئے ایک معجزہ سے کم نہیں۔ مجھ جیسے نالائق کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی مضبوطی کے لئے ایسے کئی معجزات دکھائے اور میری آنکھیں آنسوؤں سے نہ تھمتی تھیں۔ زبان اور دل سے خدا تعالیٰ کی حمد و شکر کے کلمات نکلتے رہے۔ تمام تر جلسہ کا انتظام بہت ہی اعلیٰ تھا۔ کھانے کا نظام بھی بہت اچھا تھا، بہت لذیذ کھانوں سے ہماری تواضع کی گئی۔ لوگوں کا آپس میں پیار و محبت بہت عظیم اور دیکھنے کے قابل تھا۔ آپس میں بھائی چارہ کا اعلیٰ نمونہ، سلام کا رواج، ایک دوسرے سے ملاقات کے بعد حال احوال دریافت کرنا معمول تھا جس نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ میں یہ لمحات کبھی بھی نہیں بھول سکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد کہنے لگے کہ حضور انور سے میری ملاقات تو میرے لئے الگ دنیا سے کم نہ تھی۔ حضور انور نے جب تصویر اتروانے کے لئے میرے ہاتھوں میں ہاتھ دیے تو جیسے میری دنیا ہی بدل گئی اور دل و دماغ نور سے بھرنا شروع ہوگیا۔

❁...... وفد کی ایک خاتون ممبر نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ حضور انور کی تقاریر سے بہت علم حاصل کیا ہے۔ میرا دوسروں سے تعارف بڑھا ہے۔ جلسہ کی انتظامیہ نے ہمارا بہت خیال رکھا ہے۔ میں اس کو بھول نہیں سکتی۔ آپ ہمیشہ ترقی کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو صحت دے اور حضور ہمارے لئے اور قرغیزستان کی ترقی کے لئے دعا کریں۔

تاجکستان سے مبلغ سلسلہ سرفراز احمد باجوہ صاحب آئے ہوئے تھے۔

رشیا سے ایک مخلص احمدی دوست Yuldus Khaliullin صاحب بھی آئے تھے۔ موصوف نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے بارہ میں بعض کتب لکھی ہیں اور مختلف ممالک میں ان کتب کو شائع کر کے پھیلا رہے ہیں۔

موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے بعض امور پیش کر کے ہدایات حاصل کیں۔

وفد کی یہ ملاقات دو بجے تک جاری رہی۔ آخر پر سب ممبران وفد نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تیرہ نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور خطبہ نکاح کی مسنون آیات کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں کچھ نکاح کے اعلان کروں گا۔ نکاح اور شادی لڑکے اور لڑکی کا ایک معاہدہ ہے اور bond ہے جس کو پورا کرنے کی ہر ایک نئے قائم ہونے والے جوڑے کو کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور سچائی پر رکھی ہے۔ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کی عزت واحترام پر رکھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ دنیا ہی سب کچھ تمہاری نظر میں نہ ہو بلکہ یہ دیکھو کہ اس زندگی کے بعد کی جو اگلی زندگی ہے اس کے لئے تم نے کیا سامان کئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اگر خدا کا خوف ہو تو یہ رشتے جو قائم ہوتے ہیں اور یہ معاہدے جو ہوتے ہیں ان کو نبھانے کی کوشش بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ہوتی ہے اور پھر توفیق بھی ملتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپس میں ایسے تعلقات نہ رہ سکیں جو رشتہ کو نبھانے والے ہیں تو بے شک یہ طلاق یا خلع جائز ہیں لیکن یہ انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ باوجود اجازت کے یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو پسند یہی ہے کہ جب رشتے ایک دفعہ قائم ہوں تو اس کو نبھانے کی کوشش ہو۔ اس کے لئے اپنی حالتوں کو درست کرنے کی کوشش ہو۔ ایک دوسرے کا احترام اور عزت دلوں میں پیدا ہو اور صرف آپس میں نہیں بلکہ دو خاندان جو اس رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے تعلق میں منسلک ہو رہے ہوتے ہیں ان خاندانوں میں بھی آپس میں اعتماد اور محبت کی فضا قائم ہونی چاہئے۔ اللہ کرے کہ آج جو یہ رشتے قائم ہو رہے ہیں جن کا میں ابھی اعلان کروں گا ان میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپس میں تعلقات بنانے کی طرف توجہ ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ یہ ان تعلقات کو تاحیات نبھانے والے ہوں۔ آمین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

۱۔ عزیزہ فائقہ ارشد صاحبہ بنت مکرم راشد احمد خان صاحب کا نکاح عزیزم اسامہ احمد صاحب ولد مکرم تفہیم احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۲۔ عزیزہ فائزہ مارتھا گڈٹ صاحبہ بنت مکرم راشد گڈٹ صاحب کا نکاح عزیزم رواح الدین عارف خانصاحب ولد مکرم فلاح الدین خانصاحب کے ساتھ طے پایا۔

۳۔ عزیزہ فریحہ خان صاحبہ بنت مکرم رفیع احمد خان صاحب کا نکاح عزیزم سعادت احمد صاحب ولد مکرم بشارت احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۴۔ عزیزہ نادیہ احمد صاحبہ بنت مکرم محمود احمد صاحب کا نکاح عزیزم طارق کمال چوہدری صاحب ولد مکرم نورالدین چوہدری صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۵۔ عزیزہ صباشاہین رانا صاحبہ بنت مکرم رانا ضیاء الدین صاحب کا نکاح عزیزم جانی عبداللہ صاحب ولد مکرم نیاز سیفا صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۶۔ عزیزہ عنبرین بشریٰ احمد صاحبہ بنت مکرم امجد پرویز صاحب کا نکاح عزیزم طلحہ علی احمد صاحب ولد مکرم نصیر احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۷۔ عزیزہ کومل اقبال صاحبہ بنت مکرم محمد اقبال صاحب کا نکاح عزیزم عظمت احمد صاحب ولد مکرم ابرار مبشر احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۸۔ عزیزہ حمدیٰ سوسن قمر صاحبہ بنت مکرم صلاح الدین قمر صاحب کا نکاح عزیزم عتیق احمد صاحب ولد مکرم شریف احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۹۔ عزیزہ عمارہ سجاد صاحبہ بنت مکرم نعمت اللہ چیمہ صاحب کا نکاح عزیزم طیب سجاد احمد صاحب ولد مکرم چوہدری سجاد حیدر صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۱۰۔ عزیزہ فرح اعجاز صاحبہ بنت مکرم اعجاز احمد بٹ صاحب کا نکاح عزیزم منور احمد خان صاحب ولد مکرم آصف خان صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۱۱۔ عزیزہ سمیرا چیمہ صاحبہ بنت مکرم نجیب اللہ چیمہ صاحب کا نکاح عزیزم نسیم الدین خان صاحب ولد مکرم سلیم الدین صاحب کے ساتھ طے پایا۔

۱۲۔ عزیزہ عظمیٰ محمود صاحبہ بنت مکرم محمود احمد اختر صاحب کا نکاح عزیزم محمد عرفان جنجوعہ صاحب ولد مکرم رفیق احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

ایجاب و قبول کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریقین کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج فرینکفرٹ شہر کے مختلف حلقوں کے علاوہ Leipzig, Usingen, Augsburg, Köln, Darmstadt, Bad Soden, Maintal, Offenbach, Bocholt, Bruchsal, Neuwied, Schwetzingen, Bad Kreuznach, Nidda اور Wiesbaden کی جماعتوں سے آنے والے احباب اور فیملیز نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

مجموعی طور پر 48 فیملیز کے 206 افراد اور 46 سنگل افراد نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت دوران ملاقات تعلیم حاصل کرنے والے بڑے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بج کر بیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی سے قبل تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل بیس بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت کریمہ سنی اور دعا کروائی۔

عزیزہ راہبہ وڑائچ، ماہرہ جاوید، عطیہ مسکان، بارعہ خان، نیہا اعوان، فائزہ شفقت، شافیہ عامر، منیہا رحمٰن رانا، سائرہ منہاس، ندا لودھی خالد، مائرہ احسان، علیشاہ احمد، علیشاہ اکرام، عاطفہ احمد، دانیہ احمد، مائرہ راجہ، صوفیہ محموعد، عزیزہ غزالہ ملک، عزیزہ انوشہ احمد، عزیزہ شافیہ سید۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

آسٹریلیا کے پہلے احمدی

حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ

اور آپ کی جلیل القدر خدمات کا تذکرہ

(غلام مصباح بلوچ۔ مبلغ سلسلہ کینیڈا)

آسٹریلیا میں احمدیت قبول کرنے والے سب سے پہلے بزرگ حضرت صوفی حسن محمد موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔آپ کے متعلق محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم کا ایک تحقیقی مضمون الفضل ربوہ 18 دسمبر 2006ء صفحہ 35 پر شائع ہو چکا ہے۔بعض مزید حالات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ ولد محترم حاجی موسیٰ خان صاحب 1863ء میں پیدا ہوئے، کراچی اور بمبئی سے تعلیم حاصل کی، آپ بمبئی کے مشہور کالج St. Xavier's College کے تعلیم یافتہ تھے۔1895ء میں آسٹریلیا پہنچے (نوٹ: افغان اونٹ بانوں (cameleers) کا پہلا قافلہ 1863ء میں آسٹریلیا پہنچنے کی وجہ سے غلطی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ شاید حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ بھی اسی سال آسٹریلیا پہنچے، یہ سال آپ کی پیدائش کا سال ہے آپ 1894ء کے اواخر میں یا شروع 1895ء میں آسٹریلیا پہنچے ہیں۔) آسٹریلیا آنے والے افغان لوگوں کے بارے میں کتابیں اور ویب سائیٹس موجود ہیں جن میں ان کا مختصر تعارف دیا گیا ہے مثلاً ایک کتاب نے آپ کی تصویر کے ساتھ آپ کا درج ذیل تعارف دیا ہے:

MUHAMMAD HASAN MUSAKHAN (b. 30 May 1863, Karachi) Afghan of the Tarin tribe, in Sindh, Nephew of MORAD KHAN, early Karachi supplier of camels to Australia. Attended the Karachi and Bombay universities, 1880s. Schoolteacher in India , 1890. Arrived Australia in 1896. Appointed as arbitrator in complex 1899 court case involving camel importation to W.A. (West Australian, 22 Apr. 1899 p. 3) May have brought wife to Australia from India; see birth notice for daughter born at 'Nurse Baseby's, King St, Coolgardie (West Australian, 1 Jun. 1899, p. 4). Knew English, Pushto, Urdu, Persian, Sindhi, a little Arabic. Bookseller in Perth, at 95 Brisbane St, 1904-1906. Founder (in 1904), treasurer (in 1906), and secretary of the Perth mosque. Representative of the 'camel men' at official functions, 1896, 1901, 1911, 1927. Wrote against racism, Lived in Kalgoorlie, W.A., 1921; in Adelaide, 1932. Travelled to Delhi 1911-1914. Author of the pamphlet, The History of Islamism in Australia from 1863-1932 (Musakhan, 1932; Schinasi 1980 p. 23; Rajkowski, 1987, p. 86; Loois, 1988; Stevens, 1989). Donated books to the Battye Library, Perth.

(Australia's Muslim Cameleers; Pioneers of the Inland, 1860s-1930s page 186 by Philip G. Jones and Anna Kenny.. South Australian Museum. First published 2007. revised edition 2010. ISBN 978 1 86254 872 5)

اس تعارف میں آپ کی آسٹریلیا آمد کا سال 1896ء بیان ہوا ہے لیکن اخبار The Daily News, Perth مورخہ 16 مارچ 1895ء صفحہ 1 پر آپ کا ایڈیٹر کے نام ایک خط چھپا ہے جس کے آخر پر آپ نے اپنے نام کے ساتھ Perth, March 13 لکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ اس وقت تک آسٹریلیا پہنچ چکے تھے۔تعارف کے آخر پر جو Battye Library, Perth کو کتابیں عطیہ کرنے کا ذکر آیا ہے اس حوالے سے مذکورہ لائبریری سے بذریعہ ای میل رابطہ کیا گیا، آپ کی عطیہ کردہ کتب کے بارے میں تو پتا نہ چل سکا لیکن آپ کے بھائی حضرت محمد ابراہیم موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ کا آپ کے نام لکھا گیا ایک فارسی مکتوب "An open letter on a literay subject..." کے ٹائٹل سے اس لائبریری سے موصول ہوا جو آپ کے آبائی علاقہ خیر پور میرس سندھ سے 1917ء میں لکھا گیا، یہ مکتوب 66 صفحات کا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے موضوع پر ہے۔

اسی طرح www.cameleers.net ویب سائٹ پر بھی آپ کی تصویر کے ساتھ آپ کا مختصر تعارف موجود ہے۔

اہلی زندگی

حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحبؓ نے آسٹریلیا میں ایک آسٹریلین عورت Sophia Blitz کے ساتھ شادی کی، شادی کے بعد Sophia Musakhan نام ہوا۔ یہ شادی آپؓ کے قبول احمدیت سے پانچ چھ سال قبل عمل میں آئی تھی۔محترمہ صوفیہ موسیٰ خان صاحبہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ بہت عقیدت و احترام رکھتی تھیں۔1907ء میں جب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس لخت جگر کی وفات پر عظیم صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا تو محترمہ صوفیہ موسیٰ خان صاحبہ نے اس موقع پر حضرت اماں جانؓ کے نام ایک تعزیتی خط لکھا:

’’میں آپ کے اس صدمہ پر بہت غم محسوس کرتی ہوں، میں اس صدمۂ جانکاہ کے برداشت کرنے میں آپ کی جرأت اور خدا پر ایمان کو نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے اس صدمہ پر ایک آنسو بھی نہیں بہایا اور خدا کی مرضی کو بڑے استقلال کے ساتھ قبول کیا، آپ ایک بہادر عورت ہیں اور واقعہ میں اس بات کی مستحق ہیں کہ آپ کو امّ المومنین کہا جائے، آپ بڑے سے بڑے درجہ کی جو کسی زمانہ میں بھی ہم عورتوں میں سے کسی نے تاریخ عالم میں حاصل کیا ہو حقدار ہیں کیونکہ آپ ایسی طاقت و ہمت رکھتی ہیں جس کا اظہار آپ کی پچھلی مصیبت کے وقت ہوا ہے۔

......میرا تین سالہ بچہ جو کہ 26 اکتوبر 1905ء کو اس دنیا سے گذر گیا......یقین جانئے کہ مجھے آپ سے سچی ہمدردی ہے کیونکہ میں اس صدمۂ عظیم کا جو ایسے موقعہ پر ماں باپ کو محسوس ہوتا ہے تجربہ رکھتی ہوں، میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے اس صبر کا سواں (100) حصہ ہی حاصل ہوتا جو کہا جاتا ہے کہ آپ نے دکھایا۔(الفضل 16 دسمبر 1916ء صفحہ 19)

اس بیوی سے حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ کی درج ذیل اولاد ہوئی:

(1) Emma Leah Miram Vic Musakhan (born 1899)
(2) Abdul Hamid lion Joseph Musakhan (born 1900)
(3) Lion Habibullah Musakhan (1902-1905)
(4) Fatimah Amatullah Musakhan (born 1904)

(ان کا نام فیتھ موسیٰ خان بھی لکھا ہے۔)

محترمہ صوفیہ موسیٰ خان صاحبہ نے 14 ستمبر 1923ء کو 53 سال کی عمر میں Perth آسٹریلیا میں وفات پائی، ان کی تدفین Perth کے Karrakatta cemetery میں ہوئی۔

(http://www2.mcb.wa.gov.au/NameSearch/details.php?id=KB00028605)

ان کی وفات کی خبر اخبار Sunday Times, Perth مورخہ 16 ستمبر 1923ء صفحہ 2 کالم 1 میں بھی چھپی ہے۔

قبول احمدیت

حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ کو آسٹریلیا میں ہی 1903ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی لیکن آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہندوستان نہ آسکے اس لیے حضرت اقدسؑ کی زیارت سے محروم رہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقع پر آپ آسٹریلیا میں ہی تھے۔آپ کو جب حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر ملی تو آپ نے انگریزی زبان میں ایک خط جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام تحریر فرمایا جس کا اردو ترجمہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ ایڈیٹر اخبار بدر نے اخبار بدر میں شائع فرمایا، حضرت مفتی صاحبؓ آپ کا خط درج کرنے سے پہلے لکھتے ہیں:

آسٹریلیا سے ایک خط

ذیل میں جس انگریزی خط کا میں ترجمہ کرتا ہوں وہ آسٹریلیا کے ایک مسلمان سوداگر حسن موسیٰ خان احمدی کی طرف سے ہے جو اس ملک میں تجارتی کاروبار کرتے ہیں اور اسی ملک میں انہوں نے ایک انگریزی عورت سے شادی کر لی ہے جو اپنے خاوند کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی رسالت پر دلی عقیدہ رکھتی ہے۔اس خط سے ظاہر ہوگا کہ اس سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے کس طرح اس بڑے ابتلا کے وقت جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے مرنے سے اس پر وارد ہوا اپنے فضل سے سنبھالا ہے، کوئی دور ہے یا نزدیک کسی پر جنبش نہیں آئی۔ یہ خط حضرت مولوی محمد علی صاحب کے نام آیا تھا اور میں نے اس کے اکثر حصہ کا ترجمہ کیا ہے جو درج ذیل ہے۔ایڈیٹر

مکرمی ومخدومی برادرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل بروز جمعہ بوقت دوپہر مجھے ایک غیر احمدی دوست سے اطلاع ملی کہ ہمارے معصوم امام اس جہان سے رحلت کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مَیں نے یہ کہہ کر اپنے رنج وغم کو دور کیا کہ اس کی زندگی کی غرض ہمیں ایک خاص تعلیم دینی تھی جو کہ اس نے بڑی کامیابی سے پوری کی، ہمارے درمیان اس نے اسی وقت تک رہنا تھا جب تک خداوند تعالیٰ کی مرضی تھی اگر وہ اس جہان سے کوچ کر گیا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اس کی تعلیم ہمیشہ کے لئے ہمارے ساتھ ہے اور ہمیشہ ہی ہمیں وہ تسلی اور تقویت دیتی رہے گی جس کی ہمیں ضرورت تھی۔ جب میں اکیلا ہوا تو میرے قلب کی عجیب حالت تھی مَیں نہ جانتا تھا کہ میں کیا کروں اور میں کیا سوچوں، اس افسوس ناک خبر کو صحیح مانوں یا غلط۔ ہوسکتا ہے کہ یہ افواہ ہو یا یہ کہ ہمارا امام سکتے کی حالت میں ہو جیسا کہ ان کو دو بیماریاں لاحق تھیں، میں کچھ بھی فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔

عبدالحکیم (مراد ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی۔ناقل) جیسے دشمن خوشی کے مارے پھولے نہیں سمائیں گے اور بڑی کوششیں کریں گے کہ وہ ہمارے کمزور بھائیوں کے ایمانوں کو ہلا دیں جنہوں نے پاک امام کو اس کی تعلیم کی سچی روح اور پیشگوئیوں کی اصل غرض کو نہ سمجھا ہو۔اگرچہ پاک امام کی پیشگوئیاں میرے ایمان کو بہت کچھ مضبوط کرتی تھیں مگر میں ان کے پورا ہونے کا کچھ اتنا خیال نہ کرتا تھا کیونکہ پہلے نبیوں کی وہ پیشگوئیاں ہمیں ایک کافی سبق سکھاتی ہیں جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ایسے رستوں میں ٹھوکر کا خطرہ بھی ہوا کرتا ہے۔ ہاں میں نے ان کی تعلیم کی پیروی کی، میں نے اس کی آمد کی غرض کو اور اس کے پاک اور اعلیٰ مسیحائی دعوے کو غور سے مطالعہ کیا اور مجھے ان کی سچائی کا کامل یقین ہو گیا اور میرا ایمان خواہ وہ زندہ ہوں یا نہ ہوں، ویسے ہی قائم ہے۔ میں اس کے جسم کی پوجا نہیں کرتا تھا بلکہ میں اس کی ان باتوں کو جو اس نے ہمیں پہنچائیں پاک سمجھتا تھا۔ وہ ٹھیک وقت پر اپنے مشن کے ساتھ ظاہر ہوا، اگر وہ ہم سے جدا ہو گیا ہے تو عین اپنے وقت پر جدا ہوا ہے جبکہ تمام دنیا روحانی اور دنیاوی اور اندرونی اور بیرونی طور سے اس کی تعلیم کی روح سے اس نوشتہ کے مطابق متاثر ہوئی اور ہلائی گئی۔ اس کی تعلیم کی روح ہر ایک جگہ اور دنیا کے تمام آباد حصوں میں مضبوطی سے قائم ہے اور خاص کر اس تعلیم کے آثار ان لوگوں کے درمیان قابل غور ہیں جنہوں نے اس تعلیم سے فائدہ اٹھایا ہے اور جو کہ نیک نیتی سے سچائی کی تلاش میں ہیں۔ میں آپ کو آج کا روزانہ اخبار بھیجتا ہوں جو کہ آپ کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا اور جس میں عجائبات روزگار یعنی ان واقعات کا بیان ہے جو اس مہذب دنیا میں ہو رہے ہیں۔

آپ یقین کریں کہ جس قدر زیادہ میں ارد گرد نظر ڈالتا ہوں اور زمانے کے کرشموں کا مطالعہ کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ مجھے پیارے پاک امام کے مشن کی سچائی کا یقین بڑھتا ہے۔ اَللّٰھُم صلّ علیٰ المسیح الموعود و علیٰ الہٖ و اَصحابہٖ اجمعین۔

اور میں آپ کو اور تمام احمدی بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میری بیعت خالص ہے اور میں سچے دل سے پاک احمد کے مشن پر ایمان رکھتا ہوں اور میں آپ کے ذریعے سے ان قادیان کے تمام احمدی بھائیوں کو اپنے اس ایمان کا گواہ بناتا ہوں۔ میں اپنے پاک امام کی جدائی پر نہایت ہی افسوس کرتا ہوں اور یہ خیال کر کے میں بہت ہی غم محسوس کرتا ہوں کہ میں ایسا بدقسمت ہوں کہ میں خود حاضر ہو کر ان کے دیدار سے عزت حاصل نہ کر سکا۔ یہ بات ہمیشہ کے لئے میرے دل پر ڈنگ کا کام کرے گی اور مجھے ہمیشہ زخمی کرتی رہے گی۔

اگر یہ افسوس ناک خبر واقعی سچ ہے تو بے شک یہ احمدی جماعت کے لئے ایک بڑی آزمائش ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ بڑی دلیری اور ہمت کو کام فرماویں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ بڑے بڑے اور خطرناک آزمائشوں سے سلامتی سے باہر آئیں اور ایک مضبوط ایمان اور بڑے جوش سے اس پاک مشن کی غرض اور فوائد کو پھیلائیں۔ ہمیں بڑے بڑے امتحانوں کے لئے تیار ہونا چاہیے کیونکہ ہم نہایت پاک اور بہت بڑی امانت کا بوجھ اپنے کندھوں پر رکھتے ہیں اور ہمیں اس عزت کا فخر کرنا چاہیے جو قادر مطلق خدا نے ہمیں بخشی ہے۔

جب تک ہم بڑی بڑی تکالیف کو نہ جھیلیں ہم کبھی اُمید نہیں کر سکتے کہ سپرد شدہ مشن سے ہم میٹھے پھل کاٹیں گے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے اور اس کو اپنا ماٹو بنانا چاہیے کہ تمام مصیبتیں اعلےٰ کوشش کی محرک ہوتی ہیں۔

خدا تعالیٰ اس کے پاک نبی اور اس کے مسیح کی برکتیں تم پر اور اُن احمدی بھائیوں پر ہوں جنہوں نے اپنا

وقت اور زندگی اس پاک مشن کی ترقی کے لئے وقف کردی ہے، آپ کو خدا تعالیٰ ضرور اجر دے گا۔

کیا آپ برائے نوازش خاکسار کا سلام پاک امام کو پہنچا دیویں گے (اگر وہ زندہ ہوں) اور ایسا ہی ان کے کنبے کے تمام لوگوں کو اور اس جماعت کے ممبروں کو اور ہمارے معزز حکیم مولوی نور الدین حکیم الامت کو و مخدومی محمد صادق و سید محمد احسن صاحب امروہی و حکیم فضل دین صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو

آپ کا صادق

حسن بن موسیٰ خان احمدی برسبن سٹریٹ

20/جون 1908ء

(بدر 12 اگست 1908ء صفحہ 2)

اس خط سے آپ کے ایمان و اخلاص، حضرت اقدسؑ کی صداقت، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت و احترام، بزرگان دین کا احترام اور واقفین زندگی کی قدر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کی تبلیغ کے لیے جوش کی عکاسی ہوتی ہے۔

خلافت اُولیٰ کے زمانے میں آپ قادیان تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی۔ اپنے وطن میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ واپس آسٹریلیا تشریف لے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر آپ آسٹریلیا میں تھے۔ خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقع پر کچھ لوگوں نے خلافت کا انکار کر دیا۔ آسٹریلیا میں بیٹھے آپ ان حالات و حقائق سے ناواقف تھے، گو کہ آپ کی خط و کتابت جناب مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ رہتی تھی لیکن پھر بھی خلافت کی بیعت میں کوئی بات حائل نہ ہوئی اور آپ نے صدق دل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ آپ کی بیعت خلافت ثانیہ کا خط اخبار الفضل 2 ستمبر 1915ء صفحہ 5 پر شائع شدہ ہے۔

آپ کی قومی خدمات

مغربی آسٹریلیا کی تعمیر و ترقی میں افغان اونٹ بانوں (cameleers) نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ آسٹریلیا میں افغانوں کی آمد کے متعلق آپ کا بیان کردہ حال پرتھ کے اخبار Mirror مورخہ 16 اگست 1924ء صفحہ 8 پر آپ کی تصویر کے ساتھ چھپا ہے۔

اس علاقے میں اونٹوں کی اہمیت کی وجہ سے افغان اونٹ بانوں کے رزق میں بڑی فراوانی ہوئی اور دیگر مزدوروں کی نسبت افغان لوگ خوشحالی کی طرف بڑھنے لگے جس کی وجہ سے آسٹریلیا کے گوروں میں حسد و تعصب نے جگہ لینی شروع کی۔ حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ اپنے ایک مضمون "نوآبادیٔ آسٹریلیا کے دلچسپ حالات" مطبوعہ 9/ اکتوبر 1913ء (یہ مضمون ستمبر، اکتوبر 1913ء میں پانچ قسطوں میں چھپا) میں ہندوستانیوں کی مخالفت کی بنا کے تحت لکھتے ہیں:

"اس عرصہ میں گھوڑوں اور ویگن چلانے والوں کو آمد و رفت کی بہت سہولتیں میسر آنے لگیں، شراب خانے کے مالکوں کو گھوڑے والوں سے بہت منافع ملتا تھا اس لئے اونٹ والوں سے نفرت کرنے لگے اور جب ویگن اور گھوڑے والوں نے افغان اونٹ والوں کی مخالفت میں شور مچانا شروع کیا تو بہت لوگ اُن کے طرفدار ہوگئے اور عام طور سے قومیت کا بھوت بہت لوگوں کے سر پر سوار ہونے لگا۔ مزدوری پیشہ اور ڈگر (digger) لوگوں میں ایک شخص واسپر نام تھا، 1895ء میں وہ البتہ خوب تعلیم یافتہ تھا اور تحریر و تقریر میں بڑا تیز تھا، اُس نے افغانوں کی مخالفت کا ذمہ اٹھایا اور بازاروں میں ہر موقعہ پر کھڑے ہوکر لیکچر دینے شروع کئے...... جب دیکھا کہ واسپر کی طرف داری میں گولڈ فیلڈ میں نمایاں ترقی ہونے لگی ہے اُن خیر خواہ اخباروں نے بھی نظر بدل لی اور افغانوں اور کُل ایشیائی لوگوں کے برخلاف مضامین لکھ کر کھلا تعصب ظاہر کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ویسٹرن آسٹریلیا کی پبلک میں ایشیائی لوگوں کے برخلاف سخت مخالفت شروع ہوئی اور گورنمنٹ نے مجبوراً ایسا قانون پاس کیا کہ کوئی ایشیائی شخص بغیر خاص اجازت کے ویسٹرن آسٹریلیا میں داخل نہ ہوسکے۔ یہ قانون 1897ء میں پاس ہوا....."

(پیغام صلح 9 اکتوبر 1913ء صفحہ 3,4 و پیغام صلح 12 اکتوبر 1913ء صفحہ 3)

جلد ہی پورے آسٹریلیا میں افغانوں اور ایشیائی لوگوں کے خلاف اس قسم کے امتناعی قوانین بنائے گئے۔ (ان قوانین کی تفصیل ویسٹ آسٹریلیا کے Immigration Restriction Act 1897 میں پڑھی جاسکتی ہے۔) مشہور ویب سائٹ wikipedia کا اس نسلی تعصب کے بارہ میں بیان ہے کہ

Racism was very common towards the Afghan cameleers, there were reports of unsolved murders and torture of Afghan owned animals.
(http://en.wikipedia.org/wiki/Coolgardie,
_Western_Australia)

پردیس میں اقلیت ہونے کے باعث نیز ناخواندگی کی وجہ سے یہ لوگ اپنے حقوق کا دفاع نہیں کر پا رہے تھے، ایسے موقع پر حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ نے اپنی علمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ان بھائیوں کے دفاع میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے حکام بالا کو خطوط لکھ کر، اخبارات میں کالم لکھ کر غرض یہ کہ مختلف ممکنہ ذرائع سے آسٹریلینز کے ذہنوں میں ان افغانوں کے خلاف موجود کشیدگی کو دور کرنے کی کوشش کی۔

1895ء میں ہی آپ نے دو افغان باشندوں کے قتل پر مذمتی خط لکھتے ہوئے ایک اخبار کو لکھا:

This injustice has created a great ill-feeling amongst the Mohamedans (the Afghans in particular) here, as well as in India and other parts of the globe. Whenever and wherever we get into a territory which is under the British flaq, we feel our life, property etc, is quite safe and secure. But I now regret to say that this feeling of safety and security is very much shaken in the Australian Afghan's mind......
(The Daily News, Perth, Saturday 16 March 1895 page 1)

وہ ہندوستانی باشندے جو Immigration Restriction Act 1897 کے مطابق ان شقوں پر پورا اترتے تھے اُنہیں بھی وہاں کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا، اس ناانصافی کے خلاف G. P. Smith نامی ایک شخص نے گورنر کو شکایت کی کہ

the provisions of the Alien Immigration Act were being unforced entirely against the Asiatic.

آپ نے اس بیان کی حمایت کرتے ہوئے اخبار میں ایک خط چھپوایا اور خود اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی اور ناانصافی کی مثال پیش کرتے ہوئے گورنر کی توجہ اس ضروری امر کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی، آپ خط کے آخر پر لکھتے ہیں:

I hope His Excellency the Governor will kindly inquire into the grievances of the Indian British subjects who are residents of this colony and bring them to the notice of Mr. Chamberlain. I assure you, Sir, that our feelings of loyalty to Her Majesty the Empress of India, although misunderstood in this colony, are always staunch and genuine.____yours

H.MUSAKHAN
Coolgardie, April 30.

(The West Australian, Perth, Thursday 5 May 1898 page 6)

1901ء میں گورے کالے کے نسلی تعصّبات کے بارے میں آپ نے لکھا:

Is it in accordance with the teachings of Christianity, or the principles of justice and civilization, that we British subject are so ill-treated and hated in this country, while white-skinned criminals, gamblers, drunkards and the scum of Europe are allowed to live and make a living here. The Australian Press, which waxes vehemently eloquent on receiving the faintest complaints of grievance from the white-skinned residents of the Commonwealth, finds it more convenient to forget its pretensions to benevolence and justice when the Indian-British subjects are aggrieved.____yours

H. MUSA KHAN.

(The West Australian, Perth, Tuesday 27 August 1901 page 7)

1908ء میں مغربی آسٹریلیا کے شہر Port Hedland میں افغان اونٹ بانوں نے مزدوری کا مناسب معاوضہ نہ ملنے کی وجہ سے ہڑتال کر دی اور اپنے معاوضے کے حق میں پُرامن احتجاج کرتے ہوئے مناسب مزدوری کا مطالبہ کیا جس پر وہاں کے اخباروں نے افغانوں کے خلاف "Bellicose Afghan"، "Camel Owner's Strike, A serious Position" اور "Armed Afghan Hold Road" وغیرہ کی سرخیوں سے خبریں لگا کر آسٹریلیا میں افغان مخالف فضا قائم کرنے کی کوشش کی۔ ایسے کشیدہ حالات میں آپ پرتھ سے ایک لمبا سفر طے کر کے پورٹ ہیڈ لینڈ پہنچے اور ساری صورتحال کا جائزہ لے کر حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے وزیر اعظم آسٹریلیا کو خط لکھا اور بتایا کہ جہاں تک ہتھیار رکھنے کا تعلق ہے یہ افغان لوگوں کا قبائلی رواج ہے اور پہلے بھی ساتھ رکھتے ہیں اس کا احتجاج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ کسی نے اس مقصد کے لیے ہتھیار اٹھایا، مزید حقائق بتاتے ہوئے لکھا کہ

.... there was no foundation or colour of truth in the rumours that were circulated amongst the people about the camel men carrying arms as lawless mountaineers. The case is simply this, that the camel-carriers were not satisfied with the restrictions placed upon them here and that they demonstrated in a peaceful manner their disapproval of the low rates of carriage paid to them by the business men ..... They never carried any arms to interfere with any white carriers or cause any injury to anyone.

.... It is a most regretful matter that such intense racial ill-feeling at present exists between peoples of different colour or races belonging to the same Empire, while it is almost certain that after a generation or two our posterity as well as yours would consider it an unfortunate blunder on the part of their ancestors to have been influenced by such want of sympathy with each other.
(Western Mail, Perth, Saturday 7 November 1908 page 19)

آپ کے اس خط کے جواب میں J. S. Roberts نامی ایک شخص نے اخبار میں وزیر اعظم کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خط لکھا جس میں افغانوں اور اونٹ بانوں کے خلاف جھوٹے الزمات لگا کر حکومت وقت کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ ایشیائی لوگ ملک و قوم کے لیے خطرہ ہیں، جس کے جواب میں آپ نے پھر اسی اخبار کے ذریعے ایک کالم لکھ کر ان شبہات و جھوٹے الزامات کا ردّ فرمایا اور لکھا:

"It is somewhat late now to write and answer that letter, but still it is better to do so than to remain silent, as my silence might cause an unfavourable impression against the camel-carriers. and all my previous efforts to create amongst the public a good and sympathetic feeling for them will have gone to nothing."

(The Western Australian, Perth, Saturday 16 January 1909 page 3)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ معاملہ بغیر کسی مزید الجھاؤ کے حل ہوگیا اور معاملات بخیر و خوبی طے پا گئے۔

1895ء میں مغربی آسٹریلوی شہر Fremantle کے قریب محمد یار خان نامی ایک افغانی شخص اونٹ کے حملے میں شدید زخمی ہوگیا اور ایک بازو کو بہت نقصان پہنچا، ڈاکٹروں نے مزید جسمانی بیماری سے بچنے کے لیے بازو کاٹنے کا کہا لیکن اُس نے جہالت کی وجہ سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اسلام کے مطابق اس طرح جسمانی نقص والا بندہ مکمل طور پر روحانیت کے دائرے میں داخل نہیں ہوسکتا لہٰذا ایک طرف تو ڈاکٹرز پریشان تھے دوسری طرف خبروں میں اسلامی تعلیم کی غلط تصویر پیش ہونے لگی۔ اس موقع پر حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ کے سمجھانے پر کہ اسلام میں اس قسم کی کوئی تعلیم نہیں وہ آپریشن پر رضامند ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب آپریشن ہوا، اخبار لکھتا ہے:

It was only after repeated persuasion and serious arguments by a fellow countryman, H. Musakhan, that the sufferer was induced to submit to the very necessary operation.
(The West Australian, Perth, Monday 11 February 1895 page 4)

آسٹریلیا کو وطن بنانے کی وجہ سے آپ کو فرمان نبویؐ "حُبّ الوَطَنِ مِنَ الْاِیمان" کے مطابق اس سرزمین سے بھی محبت تھی اور اس کی تعمیر و ترقی کے لیے بھی آپ کوشاں رہتے تھے، اس کے لیے عملی کوششوں کے علاوہ اخبارات کے ذریعے بھی آپ مفید مشوروں اور حکمت عملیوں سے حکام و عوام کی مدد کرتے۔ ایک دفعہ آپ نے معاشرے میں پھیلنے والی برائیوں کے متعلق ایک مضمون لکھا اور اس میں آسٹریلوی قوم کے دانشوروں اور اصلاح پسند لوگوں کی کوششوں کو سراہتے ہوئے لکھا:

Unless bitter pills of strong expressions be administered one after another by the reformers, the Press and the public respectively, it would be very hard to awaken the masses of the people to rid themselves of social evils which slowly but surely would poison the community to destruction.

.... by penning these few lines I think I have done my duty as an individual citizen of this country appreciating the efforts of those refromers who without shame or fear struggle to reform their nation, no matter in how small a way.... H. MUSAKHAN
(The West Australian, Perth, Tuesday 7 September 1909 page 2)

1903ء میں جنوبی آسٹریلیا کے کچھ علاقوں میں گھوڑوں میں کوئی وبا پھوٹ پڑی جس سے معیشت کو بہت نقصان پہنچا۔ آپ نے انسانی ہمدردی کے تحت ایک طرف تو ان متاثرہ لوگوں سے افسوس کا اظہار کیا اور دوسری طرف ایسے موقع پر اونٹ سے فائدہ حاصل کرنے کا مشورہ دیا اور ساتھ جرمن کالونیوں کی مثال دی کہ انہوں نے کس طرح اس صحرائی جہاز سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن آپ کو اندیشہ تھا کہ شاید افغان اور اونٹ سے حسد کی وجہ سے وہ لوگ اس مشورہ کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھیں لہٰذا آپ نے آخر پر لکھا:

If they do not wish to part with their prejudices against the Asiatic animal___ the camel and the Afghan by all means let them stick to and treasure their prejudices; but it will do them a lot of good to act the other way. ___I am,

H.MUSA KHAN.
North Broken Hill, May 6, 1903

(The Advertiser, Adelaide, Saturday 16 May 1903 page 5)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف رلیارام اور مارٹن کلارک کے مقدمات کا پس منظر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 مئی 2010ء میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنے ایک تحقیقی مضمون میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف دائر کئے جانے والے دو ایسے خطرناک مقدمات کا پس منظر بیان کیا ہے جو دراصل چرچ مشن کی سرپرستی میں ہی قائم کئے گئے تھے اور ان دونوں مقدمات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نہ صرف غیرمعمولی توکّل دیکھنے میں آیا بلکہ آپؑ نہایت شان سے فتحیاب بھی ہوئے۔

1877ء میں جب ابھی ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت نہیں ہوئی تھی لیکن پانچ سال سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریریں منظرعام پر آرہی تھیں۔ آپؑ نے ایک اشتہار تحریر فرمایا جو کہ آریہ سماج کے مقابل تحریر کیا گیا تھا۔ اس اشتہار میں اسلام کی فضیلت اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف بھی اشارہ تھا۔ حضور نے اس اشتہار کو اشاعت کے لیے امرتسر میں ایک عیسائی رلیارام کے مطبع خانہ بھجوادیا۔ وہ وکیل بھی تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ اس اشتہار کے ساتھ مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید کا ایک خط بھی تھا۔ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی حضورؑ کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ اس لئے رلیارام نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے حضورؑ پر مقدمہ دائر کرا دیا۔ اس مقدمہ کی اطلاع سے قبل اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں حضورؑ پر ظاہر کیا کہ رلیارام وکیل نے ایک سانپ آپؑ کو کاٹنے کے لئے بھیجا ہے اور آپؑ نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔

غرض حضورؑ کو گورداسپور کی عدالت میں طلب کیا گیا۔ حضورؑ نے جن وکلاء سے بھی مقدمہ کے لئے مشورہ لیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا، رلیارام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی۔ ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں۔ مگر حضورؑ نے ان سب کو جواب دیا کہ مَیں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی حاضر ہوا۔ حاکم عدالت نے سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے۔ تب میں نے بلاتوقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی ذاتی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں کیں مگر حاکم نونو (No, No) کرکے اس کی سب باتوں کو ردّ کر دیتا تھا۔ انجامکار حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور مجھ کو کہا اچھا آپ کے لئے رخصت۔ یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجالایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اُتارنے کے لئے ہاتھ مارا، میں نے کہا کہ کیا کرنے لگا ہے۔ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے۔

رلیا رام 1847ء میں امرتسر کے ایک کھتری دکاندار کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مشن سکول امرتسر میں حاصل کی تھی اور 28 مارچ 1870ء کو وہ بپتسمہ لے کر عیسائی ہو گئے۔ ان کا عیسائی حلقوں میں ایک نمایاں مقام تھا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب 1877ء میں پنجاب میں چرچ مشنری سوسائٹی کی Native Church Council کا قیام عمل میں آیا تو انہیں اس کا پہلا سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔ یہ وہی سال ہے جب مقدمہ کا واقعہ ہوا۔

ایک کتاب The Missions of The Church Missionary Society... by Robert Clark میں رلیا رام کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ جب رلیا رام نے بپتسمہ لے لیا تو ان کے ہندو والد نے ناراض ہو کر انہیں گھر سے نکال دیا۔ وہ اپنے باپ کے اتنے فرمانبردار بیٹے تھے کہ ساری آمد اپنے والد کو دے دیتے تھے چنانچہ جس وقت وہ اپنے گھر سے نکلے تو ان کی جیب میں صرف بارہ آنے تھے۔ ان کے والد نے غصہ میں کھانا پینا بند کر دیا اور ان کی والدہ کی نظر اگر سرِ راہ کہیں رلیارام پر پڑ جاتی تو اُن کو بخار چڑھ جاتا تھا۔ پھر ان کے چھوٹے بھائی نارائن رام 1879ء میں عیسائی ہوگئے اور 1890ء میں اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل وہ Salvation Army میں کام کرتے رہے۔

1872ء میں رلیارام نے پلیڈر کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد ان کی مالی حالت میں نمایاں بہتری اس لیے آگئی کہ ان کو تفتیش اور جرح کا ایسا ملکہ حاصل تھا کہ حکومت کی طرف سے ان کو نیم سرکاری نوعیت کے کام کے کمیشن ملنے لگے۔ (شاید اسی لئے 1877ء میں وہ ایک عدد پریس کے مالک بھی بن چکے تھے۔)

رلیارام کو نرم دل ثابت کرنے کے لئے رابرٹ کلارک تحریر کرتے ہیں کہ جب رلیا رام کے بھائی نرائن رام عیسائی ہوگئے تو ان کے ایک اور بھائی دولت رام نے طیش میں آکر مقدمہ کر دیا۔ عدالت میں مقدمہ جلد ہی خارج ہو گیا۔ لیکن دولت رام نے باوجود اس کے کہ وہ عمر میں چھوٹا تھا بھری عدالت میں اپنے بڑے بھائی رلیارام پر ہاتھ اُٹھایا۔ یہاں تک کہ اس کی ضرب سے رلیا رام کی پگڑی گر گئی۔ لیکن رلیا رام نے اس کا کوئی بدلہ نہیں لیا بلکہ جب دولت رام بیمار ہوا تو وہ اپنے بھائی کی نگہداشت کرتے رہے اور اس کی موت کے بعد انہوں نے اس کے قرضے اتارے اور اس کی بیوہ کا خیال رکھتے رہے۔

یہ پڑھ کر یہی تأثر اُبھرتا ہے کہ رلیارام اتنے نرم مزاج تھے کہ کسی کو نقصان پہنچانا یا بدلہ لینا تو جانتے ہی نہیں تھے اور حقیقت میں انجیل کی اس تعلیم پر عمل پیرا تھے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال آگے کر دو۔ لیکن جس طرح انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ پر محض مذہبی اختلافات کی بنا پر ایک مقدمہ قائم کروایا اور مذہبی اختلافات کی بنا پر اپنے انتقام کا نشانہ بنانا چاہا۔ یہ تصویر تو ایک منتقم مزاج شخص کی نظر آتی ہے۔

1877ء تک حضرت مسیح موعودؑ کے شائع ہونے والے اشتہارات آریوں کے مقابل پر تھے۔ لیکن پادری اُس وقت بھی خوب جانتے تھے کہ حضورؑ کا عیسائی عقائد کے ردّ پر کتنا عبور حاصل ہے۔ اُس وقت پادری جن میں سے ایک نمایاں نام پادری بیٹ مین کا ہے قادیان میں آکر بازاروں میں وعظ کیا کرتے تھے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات بھی کرتے لیکن مذہبی گفتگو نہ کرتے۔ البتہ منشی نبی بخش صاحب پٹواری پادریوں کے اعتراضات جمع کر کے لاتے اور حضورؑ سے ان کے جوابات دریافت کر کے پادریوں سے مباحثہ کرتے اور پادریوں کو خفت اُٹھانی پڑتی۔ یا پھر حضرت مسیح موعود کے بڑے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب پادریوں سے مباحثہ کر لیتے تھے۔ لیکن پادری جانتے تھے کہ عیسائیت کے ردّ میں یہ دلائل کہاں سے آتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضورؑ کے دلائل کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ پادری بیٹ مین کو قادیان کے کشن سنگھ کے متعلق خیال پیدا ہوا کہ یہ شاید عیسائی ہو جائے لیکن جب ان کو معلوم ہوا کہ کشن سنگھ کا حضرت اقدسؑ کے پاس آنا جانا ہے تو اس نے یہ کوشش ہی ترک کر دی اور کہا کہ کشن سنگھ کے خیالات مرزا صاحب نے بگاڑ دیئے ہیں۔

مذکورہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹ مین اور رلیا رام ایک دوسرے سے قریبی تعلق رکھتے تھے اور مشنری سرگرمیوں کے لیے بسا اوقات اکٹھے سفر بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ رلیارام کو بخوبی علم تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ صلیبی یلغار کے خلاف کس قدر جوش رکھتے ہیں اور اسی لئے وہ آپؑ کی ذات کو بہت بڑا خطرہ سمجھتے ہوئے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

اس واقعہ کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے۔ اگر کسی ادارہ یا کسی محکمہ کا کوئی قابل قدر نقصان ہو تو اس کی تلافی کے لیے ہر قسم کی کوشش کی جاتی ہے۔ قانونی نوٹس جاری کئے جاتے ہیں مقدمے بھی کئے جاتے ہیں تاکہ اس نقصان کی تلافی کی جائے۔ لیکن اگر یہ نقصان صرف ایک آنے کا ہو تو وہ ادارہ اس پر مقدمہ قائم کرنے کا تکلّف بہرحال نہیں کرے گا کیونکہ اس صورت میں اس مقدمہ پر اٹھنے والے اخراجات ہونے والے نقصان سے کئی گنا زیادہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکخانہ کے افسران نے اپنے محکمہ کا نقصان پورا کرنے کے لئے یہ مقدمہ قائم نہیں کیا تھا بلکہ اس کی وجہ حضورؑ کو محض انتقام کا نشانہ بنانا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ گو 1857ء کے بعد ملکہ وکٹوریہ نے مذہبی آزادی کا اعلان کیا تھا اور اپنی سیاسی مصلحتوں کے باعث ہندوستان کے مختلف صوبوں میں حکومتی افسران براہ راست عیسائی مشنریوں کی کھلم کھلا حمایت سے گریز کرتے تھے۔ لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف گورنروں کا رویہ قدرے مختلف تھا۔ یہاں گورنر واضح انداز میں عیسائی مشنریوں سے اپنی ہمدردی کا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ انگریز فوجی افسران نے صرف پنجاب کی چرچ مشنری سوسائٹی کے لئے چندہ جمع کیا بلکہ اپنی خدمات بھی پیش کیں۔

مضمون میں مختلف انگریز افسران کے اسماء کے ساتھ اُن کی خدمات کا بھی ذکر کیا گیا ہے مثلاً پنجاب میں ایک سرکاری عہدیدار جو کہ اس وقت بہت کھل کر عیسائی مشن کی بہت اعانت کر رہے تھے وہ سر ہربرٹ ایڈورڈز (Herbret Edwards) تھے۔ اُس دَور میں پشاور میں عیسائی مشن ان کی مدد سے قائم کیا گیا تھا۔ (اس وقت پشاور صوبہ پنجاب کا حصہ تھا) ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ 7 جون 1857ء کو جان لارنس نے جنہیں 1863ء میں ہندوستان کا وائسرائے بنا دیا گیا تھا، ہربرٹ ایڈورڈز کو لکھا کہ پنجاب کو قابو پانے کے لیے چار اہم مقامات ہیں جو کہ پشاور، ملتان، لاہور اور امرتسر ہیں۔ اس کے جواب میں ہربرٹ ایڈورڈز نے لکھا کہ پنجاب کو قبضہ میں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 اپریل 2010ء میں شامل اشاعت مکرم فرید احمد ناصر صاحب کی حمد باری تعالیٰ سے انتخاب پیش ہے:

ترے جمال کا قصہ مرے خیال میں تھا
سولحہ جو بھی تھا گزرا ترے وصال میں تھا
مرا سوال تو آگے تھا اعتدال سے بھی
ترا جواب مگر حدِ اعتدال میں تھا
ہر ایک لفظ میں پنہاں تھے معجزے تیرے
نہ جانے تیرا قلم کس کے استعمال میں تھا
ترے حروف تھے جادو، کمال تیرا کلام
یہی کمال تو پنہاں ترے جمال میں تھا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 اپریل 2010ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کی نظم بعنوان ''محاسن قرآن کریم'' سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

قرآں کو دیں گے عزت، جو دل سے اور جاں سے
بے شک ملے گی عزت اُن کو بھی آسماں سے
ہے اس میں ایسی لذت، پائے گا اک سکینت
پی لے کبھی جو تشنہ اس چشمۂ رواں سے
اکمل بھی آخری بھی، عرفان کا سمندر
ہر حرف ہے صداقت، دیکھے گا تُو جہاں سے

رکھنے کے لیے دو کلیدی مقامات ہیں اور وہ پشاور اور ماجھے کا علاقہ ہے۔ (واضح رہے کہ قادیان ماجھے کے علاقہ میں شامل ہے)۔

اسی طرح پنجاب کے ایک گورنر سر چارلس ایچی سن (Aithcison) نے چرچ مشنری سوسائٹی کی Parent Committee کو خط لکھا کہ قبل اس کے کہ غلط عقائد یہاں کے نوجوانوں کے ذہنوں میں قدم جما لیں ہمیں یہاں کے نوجوانوں کے ذہنوں کو ہر راستے کو استعمال کرتے ہوئے عیسائیت کے خیالوں سے بھر دینا چاہئے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو دشمن ایسا کرلے گا اور اگلی نسل کے مشنریوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ چند مثالیں واضح کردیتی ہیں کہ اس وقت پنجاب کے حکمران مذہبی آزادی تو دے رہے تھے لیکن اس کے ساتھ کھلم کھلا عیسائی مشنریوں کی اعانت بھی کر رہے تھے۔

اس پس منظر میں یہ کوئی عجیب بات نہیں ہوگی اگر نچلی سطح پر انگریز سرکاری افسران زیادہ نمایاں ہوکر عیسائی مشنریوں کا ساتھ دیں۔

ہنری مارٹن کلارک 'رابرٹ کلارک' کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں کہ برطانوی ولی عہد جو بعد میں ایڈورڈ ہفتم کے نام سے تخت نشین ہوئے 1896ء میں ہندوستان کے دورہ کے دوران 24 جنوری 1897ء کو امرتسر میں رابرٹ کلارک کے گھر آئے جہاں پر پنجاب بھر سے آئے ہوئے مقامی عیسائی جمع ہوئے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پنجاب کے عیسائی مشنریوں کی پہنچ کہاں تک تھی کہ برطانیہ کا ولی عہد اُن کے گھر پر آنا بھی منظور کرلیتا ہے۔

یہاں دو اور امور قابل ذکر ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے کہ رلیا رام کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ اس اخبار کی تفصیلات تو معلوم نہیں ہوسکیں لیکن رلیا رام کے بیٹے موہن لال ایک اردو اخبار 'کرسچن' کے مدیر تھے اور رلیا رام نے عیسائی مشن کے لیے چھ کتب کا ترجمہ بھی کیا تھا۔

عیسائی مشن کے کرتا دھرتا افراد کی جانب سے حضرت مسیح موعودؑ پر قائم کیا جانے والا دوسرا مقدمہ اس پہلے مقدمہ کے بیس سال کے بعد مشنری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے 1897ء میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ وہ سال ہے جب چرچ مشنری سوسائٹی میں یہ احساس پیدا ہورہا تھا کہ پنجاب میں مقامی طور پر ان کی سرگرمیاں توقع سے بہت کم کامیابی حاصل کررہی ہیں۔ چنانچہ مارٹن کلارک اپنی کتاب Robert Clark of The Punjab میں لکھتے ہیں کہ خود رابرٹ کلارک نے 1897ء میں ایک رپورٹ ایک اہم میٹنگ کے لیے بھجوائی کہ جب 20 سال قبل چرچ مشنری سوسائٹی کی Native Council کا قیام عمل میں آیا تو اس وقت یہ لگتا تھا کہ ہم جلد کامیاب ہوجائیں گے لیکن اس کے بعد خود ہم میں دو گروہ بن گئے اور صورتحال بدل گئی۔

جب 1893ء میں عبداللہ آتھم والا مباحثہ ہوا تو اس میں ڈاکٹر مارٹن کلارک عیسائیوں کی طرف سے صدر مجلس تھے اور یہ مباحثہ بھی اُن کے ایک چیلنج سے شروع ہوا تھا اور جب دورانِ مباحثہ عبداللہ آتھم نے بیماری کا عذر کیا اور مباحثہ میں شریک نہیں ہوئے تو انہوں نے ان کی جگہ مباحثہ کیا۔ بعد میں عبداللہ آتھم نے اپنی حرکات سے رجوع کرکے پندرہ ماہ کی مدت میں اپنی جان کو بچا لیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے پادری عبداللہ آتھم کو چیلنج دیا کہ وہ قسم کھالے کہ اس کے دل پر کوئی ہیبت نہیں ہوئی اور اس نے رجوع نہیں کیا تو اس کو ایک سال کی مہلت ہوگی جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں ہوگی۔ لیکن آتھم نے قسم کھانے سے گریز کیا اور اخفائے حق کی پاداش میں 27 جولائی 1896ء کو اس کی موت ہوگئی۔ یقیناً یہ تمام پس منظر اور یہ امر بھی اس گروہ کو اشتعال دلانے کا باعث بنا ہوگا۔

لیکن مارٹن کلارک کے مقدمہ کرنے کے صرف چند ماہ پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے مئی 1897ء میں کتاب "تحفہ قیصریہ" تصنیف فرمائی اور یہ کتاب ملکہ وکٹوریہ کو بھجوائی گئی اور اس کی اشاعت ہندوستان میں بھی کی گئی۔ اس کتاب میں حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے موجودہ عقائد کفارہ اور تثلیث سے متنفر ہیں اور موجودہ عیسائی عقائد کو اپنے پر ایک بھاری افتراء خیال کرتے ہیں اور اگر کوئی صدق دل سے آپ کے پاس آکر رہے تو وہ خود بھی حضرت عیسیٰ کو عالم کشف میں دیکھ کر ان باتوں کی تصدیق کرسکتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے نبی تھے خدا نہیں تھے۔ نیز حضورؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو تحریر فرمایا کہ وہ خود عقل سے سوچیں کہ عیسائی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے لعنتی موت قبول کرکے کفارہ ادا کیا، اس سے حضرت عیسیٰ کی توہین ہوتی ہے کہ نہیں اور پادریوں کی تحریریں ایسی نالی کی طرح ہیں جس میں بہت سی کثافت جمع ہوگئی ہو اور وہ خلاف واقعہ باتیں پیش کرتے ہیں اور حضور نے یہ تجویز پیش فرمائی کہ جس طرح ایک قیصر روم کے زمانہ میں اس کے سامنے توحید پرست عیسائیوں اور تثلیث کے پرستاروں کا مناظرہ ہوا تھا اسی طرح مناسب ہوگا کہ اب لندن میں مختلف مذاہب کا جلسہ کیا جائے جس میں ہر کوئی اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور آخر میں لکھا کہ قرآن کریم حقیقی اصلاح کے لیے انجیل سے بہت بہتر تعلیم پیش کرتا ہے۔ اسی طرح اس جوبلی کے موقع پر جو جلسہ ہوا اس میں یہ اجتماعی دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ملکہ کو مخلوق پرستی سے نجات دے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے سچے دین کی طرف لے آئے۔

جب یہ کارروائی شائع ہوئی تو پادریوں اور ان ہمدردوں کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ پنجاب میں جو چرچ مشنری سوسائٹی قائم تھی وہ اپنے عیسائی حکمرانوں پر غلو کی حد تک فخر کیا کرتے تھے اور یہاں تک کہ جب رابرٹ کلارک صاحب کی کتاب میں گورنروں اور اعلیٰ عہدیداروں کی تصاویر کے نیچے لکھا ہوا تھا: OUR CHRISTIAN RULERS۔ چنانچہ مئی جون میں "تحفہ قیصریہ" شائع ہوئی تو صرف دو ماہ بعد اگست 1897ء میں عیسائیوں کی طرف سے ایک جھوٹا مقدمہ یہ قائم کیا گیا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود نے عیسائی مشنری ڈاکٹر مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لیے ایک آدمی کو بھجوایا تھا اور اس آدمی کی جھوٹی گواہی بھی حاصل کرلی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا نشان یہ ظاہر ہوا کہ یہ جھوٹا گواہ جس کا نام عبدالحمید تھا، جب پولیس کی تحویل میں گیا تو اس نے سچ بول دیا کہ مَیں نے پادریوں کے اُکسانے پر یہ بیان دیا تھا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس مقدمہ سے چند دن قبل حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتا دیا گیا تھا کہ ایک ابتلا آنے والا ہے جس میں حکام کی طرف سے کچھ کارروائی ہوگی اور ایمان لانے والوں پر بہت بڑا ابتلا آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچانک مدد آئے گی اور آخر کار فتح مقدر ہوگی۔

یہ سوال کہ کیا مذکورہ بالا دونوں مقدمات کا آپس میں کوئی تعلق تھا؟ یہاں دو حقائق حقیقت کو بالکل واضح کردیتے ہیں۔ اوّل یہ کہ رلیا رام صاحب نے پہلا مقدمہ 1877ء میں یہ مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اسی سال چرچ کی Punjab Native Council قائم کی گئی تھی تو رلیا رام اس کے سیکرٹری مقرر ہوئے تھے اور صدر رابرٹ کلارک تھے۔ گویا رابرٹ کلارک اور رلیا رام قریبی رفیق کار تھے اور پوزیشن کے اعتبار سے رابرٹ کلارک رلیا رام کی نسبت بہت زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔ رلیا رام کا انتقال 1892ء میں ہوا تھا۔

دوم یہ کہ 1897ء میں حضرت مسیح موعودؑ پر دوسرا جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے قائم کیا گیا تھا جو رابرٹ کلارک کے منہ بولے بیٹے تھے۔ 1897ء میں رابرٹ کلارک ابھی زندہ تھے اور فعال طور پر مشن کی سرگرمیوں کی قیادت کررہے تھے۔

مارٹن کلارک کوئی انگریز یا یورپین نہیں تھے بلکہ ان کی والدہ پشاور کے قریب کی رہنے والی تھیں۔ 1852ء میں ان کی والدہ انتقال کرگئیں تو وہ لاوارث رہ گئے اور اُنہیں رابرٹ کلارک نے اپنی کفالت میں لے لیا اور اسی نسبت سے انہوں نے کلارک کا خاندانی نام اپنایا۔ ہنری مارٹن کلارک نے 1869ء سے 1882ء تک برطانیہ میں تعلیم پائی۔ وہ پہلے 'جارج ویسٹن سکول' اور پھر ایڈنبرا یونیورسٹی میں تعلیم پاکر ڈاکٹر بنے اور 1882ء میں سکاٹ لینڈ کی ایک بیوی کے ہمراہ ہندوستان آئے اور امرتسر میڈیکل مشن کا آغاز کیا۔ انہیں اردو اور پنجابی زبان پر کافی عبور تھا اور اس وجہ سے وہ مناظروں کے لیے بہت مفید خیال کئے جاتے تھے۔ مغربی پنجاب کی زبان پر بھائی مایا سنگھ نے جب لغت لکھی تو اس کو آخری شکل ہنری مارٹن کلارک نے دی۔ انہوں نے مذہب اور طب کے موضوع پر مختلف پمفلٹ بھی لکھے۔ مارٹن کلارک پانچ سال کے لیے پنجاب مشن نیوز کے ایڈیٹر بھی رہے۔

پس اگرچہ دونوں مقدمات میں بیس سال کا وقفہ ہے لیکن عملاً ان کو دائر کرنے والا ایک ہی گروہ تھا۔ 1877ء میں محکمہ ڈاک کے افسران کے ساتھ ساز باز کرکے ایک مقدمہ قائم کیا گیا اور بیس سال بعد اس سے بہت زیادہ خطرناک سازش تیار کرکے اور جھوٹے گواہ تیار کرکے اقدام قتل کا مقدمہ بنایا گیا۔ ان مقدمات کے سرپرست رابرٹ کلارک "چرچ مشنری سوسائٹی" کے پنجاب میں اولین مشنری تھے اور پشاور اور کشمیر میں مشن بھی ان کی قیادت میں قائم کیا گیا تھا۔ انہوں نے پنجاب اور سندھ میں اپنے مشن کی تاریخ پر ایک کتاب بھی لکھی جس میں عبداللہ آتھم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"After his retirement from the government service, he spent many years in Amritsar, as an honorary helper in mission work. He was then connected with Dr. H. Martyn Clark in the great controversy with the Mullah of Qadian."

جب یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت تک آتھم کی موت اور ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ کا واقعہ بھی ہوچکے تھے لیکن رابرٹ کلارک نے اس سے زیادہ ان تمام معاملات کا ذکر کرنے سے گریز کیا ہے۔

اسی طرح مارٹن کلارک نے رابرٹ کلارک کی سوانح حیات Robert Clark of The Punjab لکھی تو اس میں صرف اتنا ذکر کیا کہ میں عبداللہ آتھم کے ساتھ اس مباحثہ میں شریک تھا جس میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ پندرہ ماہ کے اندر اندر فریق مخالف برے انجام کو پہنچے گا۔ یہ ذکر صرف یہاں پر ہی ختم ہوجاتا ہے حتیٰ کہ یہ ذکر بھی نہیں کہ آتھم پندرہ ماہ کے بعد مرا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ذکر بھی نہیں کہ اس نے قسم کھانے سے انکار کیا کہ میرے دل پر ہیبت نہیں طاری نہیں ہوئی اور اس مقدمہ کا بھی کوئی ذکر نہیں جو کہ مارٹن کلارک کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ پر کیا گیا تھا۔ تاہم انہوں نے اس مناظرہ کے متعلق Remarkable Controversy کے الفاظ استعمال کئے۔

رابرٹ کلارک کا انتقال 1900ء میں کسولی میں ہوا تھا اور 1905ء میں ہنری مارٹن کلارک نے مشن کی سروس سے استعفیٰ دے دیا تھا اور پھر انگلستان جاکر ایڈنبرا یونیورسٹی میں Tropical Medicine پڑھاتے رہے تھے اور وہاں پر 1916ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان مقدمات کی ایمان افروز تفصیلات اپنی تصنیف "کتاب البریہ" میں تحریر فرمائی ہیں۔

اعزاز

☆ مکرمہ فرح جنود صاحبہ اہلیہ مکرم سید سعد جنود صاحب آف سرگودھا نے B.D.S کے چاروں سیشنز نیز Oral Medicine and Community Dentistry میں اوّل پوزیشن لے کر سال کی بہترین گریجوایٹ ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ایک تقریب میں وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی نے موصوفہ کو 2 گولڈ میڈلز اور 3 سلور میڈلز سے نوازا۔

☆ مکرم سید مطہر جمال احمد شاہ صاحب ابن مکرم سید نور مبین شاہ صاحب آف ربوہ نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی سے M.B.B.S. کے امتحان میں نمایاں اعزاز کے ساتھ کامیابی حاصل کرکے ایک تقریب میں وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی سے تین گولڈ میڈلز اور تین سلور میڈلز کے علاوہ 2009ء کا بہترین گریجوایٹ ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 15/اپریل 2010ء میں مکرم راجہ غالب احمد صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

کچھ دن ہم بھی اُداس رہے پھر صبح وہی پھر شام وہی
چکر پھر اُسی پیمانے کا، پھر گردش میں ہے جام وہی
دوست وہی، دشمن بھی وہی، شکوے بھی وہی الزام وہی
اپنی دعائیں بھی ہیں وہی اور ہیں اُن کے دُشنام وہی
میرے باغِ غم و آلام میں ایک سا موسم رہتا ہے
زرد گلاب سے دن بھی وہی ہیں راتیں بھی گلفام وہی
"میرے رب مظلوم ہوں میں اب ظلم و ستم کو پیس بھی ڈال"
نصرت تیری کب آئے گی ہو اس کا انجام وہی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 11, 2013 – October 17, 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 11, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:25 Press conferences in Europe: A report of the Reception and Press conferences of Huzoor with media held in Brussels and Germany, in December 2012.
02:40 Japanese Service
03:00 Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 9, 1996.
04:10 Kasre Saleeb: An Urdu discussion series about Christianity and its beliefs.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 325
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:55 An Audience With Huzoor: An Audience with Huzoor, with the media held in Baitul Futuh Mosque, London. Recorded on March 23, 2013.
07:55 Siraiki Service
08:25 Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Ghazwat-e-Nabi
14:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:30 Shottor Shondhane
15:50 Hajj Aur Us Kay Masa'il: A discussion programme about the rituals of Hajj according to the teachings of the Holy Quran and the Holy Prophet (saw).
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 An Audience With Huzoor [R]
19:20 Real Talk
20:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:15 Rah-E-Huda

Saturday October 12, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35 Yassarnal Quran
01:00 An Audience With Huzoor
02:10 Friday Sermon: Recorded on October 4, 2013.
03:25 Rah-E-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 326
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Ijtema Lajna Imaillah UK: Recorded on November 2, 2008.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:00 Question and Answer Session: Part 2, recorded on October 21, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
16:00 Live Rah-E-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:30 Ijtema Lajna Imaillah UK [R]
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-E-Huda
22:30 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday October 13, 2013

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Ijtema Lajna Imaillah UK
02:25 Story Time
02:50 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
03:50 From Democracy To Extremism
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 329
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on April 10, 2011.
08:00 Faith Matters
09:00 Question And Answer Session: Recorded on May 6, 1984.
10:15 Indonesian Service
11:15 Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on October 4, 2013.
12:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:20 The Importance Of Hajj: A discussion programme about the importance of Hajj.
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30 Beacon of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
20:40 Food for Thought
21:40 Friday Sermon [R]
22:55 Question And Answer Session [R]

Monday October 14, 2013

00:10 World News
00:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:40 Yassarnal Quran
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:15 Food for Thought
02:50 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
04:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 313
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel
07:00 Inauguration Of Valencia Mosque: Reception held in honour of Huzoor at the inauguration of Baitur Rahman Mosque in Valencia, Spain on April 3, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:30 Hajj: A documentary on the blessed event and fifth pillar of Islam, Hajj.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 14, 1999.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on July 19, 2013.
11:00 Tamil Service
11:30 Hajj-e-Baitullah
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon: Recorded on December 21, 2007
14:00 Bangla Shomprochar
15:10 Tamil Service
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:30 Inauguration Of Valencia Mosque [R]
19:30 Real Talk
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:15 Tamil Service

Tuesday October 15, 2013

00:00 World News
00:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
01:00 Al-Tarteel
01:30 Inauguration Of Valencia Mosque
02:30 Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
03:05 Friday Sermon: Recorded on December 14, 2007.
04:15 Tamil Service
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 331
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Ijtema Lajna Imaillah UK: Recorded on November 2, 2008.
08:15 Australian Service
08:45 Question And Answer Session: Recorded on May 6, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on October 11, 2013.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service
15:35 Quran Quiz: A series of quiz programmes about the Holy Quran.
16:50 Hajj -e- Baitullah
17:40 Yassarnal Quran
18:05 World News
18:30 Ijtema Lajna Imaillah UK [R]
19:30 Friday Sermon: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on October 11, 2013.
20:30 Eid Qurban: A special children's programme about the origins of Eid-ul-Adha.
21:00 From Democracy To Extremism
21:55 Hajj -e- Baitullah
22:45 Question And Answer Session [R]

Wednesday October 16, 2013

00:00 Live Eid-ul-Adha Proceedings: Live Eid proceedings including the sermon delivered by Huzoor on the occasion of Eid-ul-Adha.
02:10 The Holy Kabah
02:45 Quran Quiz
04:00 Hajj -e- Baitullah
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 332
06:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:20 Al-Tarteel
06:50 Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on May 27, 2009.
08:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:05 Question And Answer Session: Part 2, recorded on October 21, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:10 Swahili Service
12:10 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 4, 2008.
14:05 Eid Special Bangla Service
15:10 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45 Eid Celebration: An Eid-ul-Adha special programme.
16:35 Faith Matters
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:25 Real Talk
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:05 Eid Celebration
21:55 Friday Sermon [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan

Thursday October 17, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:40 Al -Tarteel
01:10 Jalsa Salana Qadian Address
02:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
02:55 1 Minute Challenge: A programme documenting the 1 Minute Challenge held in Calgary, Alberta, exhibiting 5 different challenges with 6 contestants.
03:55 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15 Yassarnal Quran
06:45 Huzoor's Reception In Beverly Hills
08:05 Beacon of Truth
09:05 Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 10, 1996.
10:10 Indonesian Service
11:15 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Beacon of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of the Friday sermon delivered on October 11, 2013.
15:05 Eid Milan: An Eid-ul-Adha special programme.
15:55 Maseer-E-Shahindgan: A Persian programme
16:30 Tarjamatul Quran Class [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor's Reception In Beverly Hills [R]
20:00 Faith Matters
21:05 Tarjamatul Quran Class [R]
22:10 Eid Milan
23:00 Beacon of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 04 October , 2013 | Issue No. 40

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ یوکے 2013ء از صفحہ 2

احمدی احباب وخواتین اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں عالمی بیعت کے لئے جلسہ گاہ میں جمع تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیعت کے لئے تشریف لائے تو جملہ احباب جماعت پہلے ہی قطاروں میں تیار بیٹھے تھے۔

عالمی بیعت کی تقریب کے دوران جلسہ گاہ میں متعدد زبانوں میں بیعت کے الفاظ کا ترجمہ دوہرایا گیا اور احمدیہ ٹیلی ویژن کی وساطت سے دنیا کے 204 ممالک کے احمدیوں نے اپنے نئے بھائیوں کے ساتھ تجدید بیعت کا شرف حاصل کیا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل احمدی احباب نے خلیفہ وقت کے ہاتھ پر براہ راست بیعت کی۔ حضور انور جب مارکی میں رونق افروز ہوئے تو احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر سے استقبال کیا۔حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک اور تاریخی کوٹ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔

حضور انور سٹیج کے سامنے کشادہ جگہ پر تشریف فرما ہوئے۔

حضور انور نے اس موقع پر فرمایا جیسا کہ کل میں نے اعلان کیا تھا کہ اس سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 5لاکھ 40ہزار782افراد کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور 116 ممالک کی 309 قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں ۔گزشتہ سال سے یہ تعداد 26ہزار 430زیادہ ہے۔حضور انور کے دست مبارک پر مختلف قوموں کے نمائندہ نومبایعین نے اپنے ہاتھ رکھ کر جسمانی رابطہ پیدا کیا اور پھر جلسہ گاہ میں موجود باقی احباب نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر روحانی اور جسمانی تعلق بنایا اور یہ تعلق پنڈال سے باہر موجود احباب تک بھی پھیلا ہوا تھا۔حضور انور نے انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرائے جبکہ جلسہ گاہ میں موجود مختلف اقوام کے لوگوں کے لئے ساتھ ساتھ ان کی زبانوں میں الفاظ بیعت دہرانے کا انتظام موجود تھا۔

عالمی بیعت کے اس وجد آفریں منظر کے بعد کُل عالم کے احمدی احباب نے اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں سجدہ شکر ادا کیا۔اس طرح دنیا بھر کے احمدی خدا تعالیٰ کے آگے جھک گئے اور اپنے مولیٰ کریم کے ان احسانوں پر اظہار تشکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر کئے ہیں سجدہ شکر کے ساتھ ہی 21ویں عالمی بیعت کا روح پرور پروگرام اختتام کو پہنچا۔

جلسہ گاہ میں عالمی بیعت کا ایک منظر

معزز مہمانوں کے ایڈریسز

جلسہ سالانہ UK 2013ء کے آخری روز کا اجلاس 3:10 بجے بعد دوپہر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ UK کی صدارت میں شروع ہوا۔اجلاس کے آغاز میں تلاوت قرآن مکرم راشد خطاب صاحب آف کبابیر نے کی۔جس کے بعد بعض معزّز مہمانوں نے حاضرین کو ایڈریس کیا۔

(1)اس اجلاس کے پہلے معزز مہمان **Councillor Graham Hill** تھے۔جو کہ Alton کے Deputy Mayor ہیں۔انہوں نے حاضرینِ جلسہ کو Alton میں خوش آمدید اور مبارک باد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ UK کیلئے یہ سال ایک بہت خاص سال ہے۔نیز انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا ماٹو "Love for all, Hatred for none" آج بھی اسی طرح قائم ہے جیسا کہ سو سال قبل تھا۔انہوں نے جماعت کے کارناموں کی بہت تعریف کی۔ اور اگلے سو سال کے لئے بھی جماعت کے لئے نیک تمنّاؤں کا اظہار کیا۔

(2) اگلا خطاب **Dr. Ramy Ranger** صاحب کا تھا جو کہ "UK/Pakistan/India Friendship" کے پریذیڈنٹ ہیں۔انہوں نے کہا کہ جماعت کے کارنامے اور کوششیں بہت قابلِ تحسین ہیں۔اور کوئی جماعت اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس میں یہ جذبہ نہ ہو جو جماعت احمدیہ میں پایا جاتا ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ وہ علماء دین جو دنیا اور انسانیت کو مذہب کے نام پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں وہ ہرگز انسانیت کی بھلائی کے خواہاں نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ یوکے کو سوسالہ جوبلی کی مبارکباد پیش کی۔

(3)ان کے بعد **M. Sarwar** صاحب نے خطاب کیا جو Nation Newspaper کے ایڈیٹر ہیں۔انہوں نے 47ویں جلسہ سالانہ برطانیہ کی مبارک باد پیش کی۔پھر کہا کہ قطع نظر مذہبی اختلاف کے ہر ایک کو ایسی تنظیم کا ساتھ دینا چاہیے جو دکھی انسانیت کی بھلائی میں مصروف ہے۔نیز انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ جو کام کر رہی ہے وہ قابلِ تقلید ہے۔انہوں نے کہا آج سب سے بڑا مسئلہ مسلمانوں کی اندرونی کمزوری ہے۔ ان میں آپس میں نفرتیں اور تفرقے بڑھتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اس خواہش اور امّید کا اظہار کیا کہ جب ہم دوبارہ ملیں تو مسلم دنیا کے حالات بہتر ہو جائیں۔

(4)اگلا خطاب **Hon Wyclife Ambesta Opranya** کا تھا جو کینیا کے صوبہ Kakampga کے Governor ہیں۔انہوں نے اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور نے انہیں اپنے وفد کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی دعوت دی۔انہوں نے سامعین کو بتایا کہ وہ کینیا سے تعلق رکھتے ہیں جہاں مذہبی آزادی ہے۔پھر انہوں نے جماعت کے بعض کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ لوگوں کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ کی جماعت کینیا میں تعلیم اور دوسرے میدانوں میں سہولتیں مہیّا کر رہی ہے۔آخر میں انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آئندہ بھی اسی طرح خدمات کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

(5) پھر **Coll. Stephen Alambritis** صاحب تشریف لائے اور خطاب کیا۔آپ Merton Council کے لیڈر ہیں۔انہوں نے آغاز میں بتایا کہ 1999ء میں آپ کی جماعت کے چوتھے خلیفہ نے بیت الفتوح کی بنیاد رکھی تھی۔اور Spectator Magazine نے بیت الفتوح کو دنیا کی 50 بہترین عمارتوں میں شمار کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ ان کے خیال میں بیت الفتوح واقعی دنیا کی خوبصورت ترین عمارتوں میں سے ہے۔اور جو لوگ اس مسجد میں آتے ہیں وہ سب اچھے اخلاق کے اور تعلیم یافتہ ہیں۔

(6) **Sergio Celis Navas MP** صاحب نے اپنے خطاب کا آغاز جماعت احمدیہ برطانیہ کے سو سال پورا ہونے پر اپنے ملک Guatemala کی طرف سے مبارکباد دینے سے کیا۔ انہوں نے اس بات پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت Guatemala میں عظیم الشان خدمات بجا لا رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال Guatemala میں پانچ ہزار لوگوں کی Humanity First نے مدد کی۔نیز انہوں نے کہا کہ آپ کی جماعت کا ماٹو ’محبت سب کے لئے ،نفرت کسی سے نہیں‘ تمام دنیا کو متحد کرنے والا ہے۔

(7) اگلی مہمان **Madam Damiba Beatrice** تھیں جو کہ Burkina Faso سے تعلق رکھتی ہیں اور Higher Advisory Board کی پریذیڈنٹ ہیں۔ انہوں نے بھی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے لئے نیک تمنّاؤں کا اظہار کیا جو کہ دنیا بھر میں خدمات بجا لا رہی ہے۔اور تمام ان لوگوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا جو جماعت کی اس بے لوث امداد سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔اسی طرح انہوں نے MTA کو چلانے پر شکریہ ادا کیا۔اور کہا کہ آپ کی جماعت حقیقتاً Love

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں